کتاب و سنت اور اسلافِ اُمت کی تعلیمات کا علمبردار

ماہنامہ

اشرف الجرائد

حیدرآباد

Volume:11 Issue: 4 April 2018

مُدیر

مولانا محمد عبدالقوی

ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

www.idara.info

اشرف الجرائد میں شامل تمام مضامین کی تمام جزئیات سے مدیر کا اتفاق ضروری نہیں

آئینۂ مضامین

درسِ قرآن	مومن کا چوتھا وصف عفت و پاک دامنی	مولانا عبدالقادر فرید قاسمی	۵
درسِ حدیث	بندۂ مومن سے مخلصانہ ملاقات کا انعام	مولانا مفتی محمد احمد علی قاسمی	۷
پیشِ گفتار	رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ کا اہم اعلامیہ	مدیر	۹
گوشۂ خواتین	اسلام کی باکمال خواتین	مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی	۱۵
گوشۂ سیرت	ماہِ رجب اور واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا نجیب قاسمی سنبھلی	۱۷
فکر ونظر	خیرہ نہ کر سکے تجھے جلوۂ دانش فرنگ!	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی قاسمی	۲۴
منظوم کلام	نعت پاک	مفتی اکرام الحسن مبشر قاسمی	۲۷
دعوتِ فکر وعمل	دارالعلوم میں رابطہ مدارس کا اجلاس	مولانا ندیم الواجدی	۲۸
اصلاحِ معاشرہ	ٹی وی سیریل کے ذریعہ طلاقِ ثلاثہ کو۔۔۔	مولانا خواجہ نصیرالدین قاسمی	۳۲
"	طلاق ایک ناگوار وقتی ضرورت	مولانا کبیرالدین قاسمی	۳۸
فکرِ آخرت	مومن اور قید خانہ	مولانا سید عادل حقانی قاسمی	۴۳
احسن المجالس	دین وسیلہ اور ذریعہ ہے اللہ تک پہونچنے کا!	مولانا محمد عبدالقیوم شاکر قاسمی	۴۵
فقہ وفتاویٰ	آپ کے شرعی مسائل	ادارہ	۴۸
خبرنامہ	عالمِ اسلام کی خبریں	ادارہ	۵۰

اشرف الجرائد کی توسیع واشاعت میں حصہ لے کر اشاعتِ دین کا ثواب حاصل فرمائیں۔ادارہ

درسِ قرآن

مومنِ کامل کا چوتھا وصف عفت و پاک دامنی

مولانا محمد عبدالقادر فرید قاسمی*

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ (سورۃ المؤمنون)

ترجمہ: جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت میں آچکی ہوں، کیونکہ ایسے لوگ قابل ملامت نہیں ہیں، ہاں جو لوگ اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گذرے ہوئے ہیں۔

تشریح: قدرت نے مرد کو پیدا کیا اور اس کا قلبی میلان عورت کی جانب رکھا اور عورت کو پیدا کیا اور اس کا دلی میلان مرد کی جانب کر دیا، پھر دونوں کے لے اسی میلانی کیفیت کو ابتلاء و آزمائش بنا دیا کہ جو مرد و زن اپنے جنسی جذبات کو قابو میں رکھیں گے ان کے لئے دنیوی و اخروی کامیابی و کامرانی ہے اور جو اپنی شہوات کا غلط استعمال کر کے حیوانات کی طرح اِدھر اُدھر منھ مارتا پھرے تو اس کے لئے دونوں جہاں میں خسران و رسوائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نوجوان مرد و عورت میں جذبات و شہوات کا مادہ رکھا ہے اور اس کی تسکین کے لئے جائز و حلال شکل بھی بنیادی ہے جو فطری ہے اس فطری شکل کے علاوہ ہر اُس صورت کو جس سے شہوات کو تسکین حاصل ہوتی ہو، حرام قرار دیدیا، کتب تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں ان تمام صورتوں کا بیان کیا گیا ہے جو کہ غیر فطری عمل ہے، مثلاً کسی مرد یا کسی لڑکے سے اپنی جنسی ہوس کو پورا کرنا، جانور سے اپنی شہوت پوری کرنا، غیر فطری طریقہ سے جماع کرنا، حیض و نفاس کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا، استمنا بالید؛ صرف ایک ہی طریقہ حلال ہے اپنی بیوی سے فطری طریقہ سے جنسی سکون حاصل کرنا لیکن اس آیت میں اس کے حلال ہونے

*استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

کے بارے میں جو طریقۂ تعبیر ارشاد فرمائی گئی ہے وہ بھی قابل غور ہے، اگر کوئی اپنی مملوکہ باندی یا اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو یہ قابل ملامت نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تعبیر کچھ اور بھی لا سکتے تھے لیکن ''یہ لوگ قابل ملامت نہیں ہے'' اس تعبیر میں دراصل اس بات کا اشارہ ہے ہر نوجوان کے لئے اپنی جنسی خواہشات کو پورا کرنا ایک ضرورت ہے، لہذا اس ضرورت کو ضرورت کے درجے میں رکھنا چاہئیے، مقصدِ حیات نہیں بنانا کہ اسی مشغولیت میں پڑ کر اپنی گراں مایہ صحت برباد کر کے عبادت اور دیگر کاموں کے قابل نہ رہیں۔

شرم گاہ کی حفاظت پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی بشارتیں ارشاد فرمائی ہے ''من یضمن لی مابین لحییہ و مابین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ (الحدیث) جو ضمانت دے مجھے اس چیز کی جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس چیز کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے، تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں یہ بڑی حرماں نصیبی کی بات ہے کہ آدمی شرم گاہوں کی حفاظت نہ کر کے اس فائدہ جلیلہ سے محروم رہے، ایسے ہی ایک واقعہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے نوجوانوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ''یا شباب قریش ! احفظوا فروجکم لا تزنوا ألا ! من حفظ فرجہ فلہ الجنۃ (الحدیث) اے نوجوانانِ قریش ! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا مت کرو، غور سے سن لو جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی اس کے لئے جنت ہے

شرم گاہ کی حفاظت کا مفہوم بہت وسیع ہے، ہر وہ تقاضہ جو شرم گاہ سے متعلق ہے، شرم گاہ کی حفاظت میں داخل ہے، قلبی وساوس کو پالنا، دماغ کو پلید گیوں کی آماجگاہ بتانا، نگاہ بد دیکھنے کا عادی بنان یہ سب وہ محرکات ہیں جو شرم گاہ کی حفاظت میں داخل ہوتے ہیں۔

شرم گاہ کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کی جائے، نامحرم عورتوں، فحش تصاویر پر نظر نہ پڑے، کیونکہ آنکھ دل کی مخبر کی ہوتی ہے اسی نگاہ سے تصویر تباں دل میں پیوست ہوتے ہیں، پھر اسی سے دل میں پراگندگی پیدا ہوتی ہے نتیجہ میں انسان کسی بھی حد تک گر سکتا ہے، آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو اپنی نظر کو فوراً جھکا لینا چاہئے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی یہی تعلیم ہے، اس کے ساتھ ساتھ اپنے قلب کو غلط خیالات سے صاف رکھنا ضروری ہے، غلط خیالات کے آنے پر ہمارا کوئی بس نہیں چلتا، البتہ ہمارا بس اتنا چلتا ہے کہ ہم ان خیالات کو اپنے دل میں پہنچنے نہ دیں، حفاظت شرم گاہ کی کوشش میں سب سے زیادہ مؤثر جو چیز ہے وہ خوف خدا، روز قیامت جواب دہی کا احساس دردناک عذاب کا یقین اور اس کا استحضار۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اوپر پر چلنے اور نواہی سے بچنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

درسِ حدیث

بندۂ مومن سے مخلصانہ ملاقات کا انعام

مولانا مفتی محمد احمد علی قاسمی*

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَجُلاً زَارَ أَخاً لَهٗ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَکاً، فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْهِ قَالَ: أَیْنَ تُرِیْدُ؟ قَالَ: اُرِیْدُ اَخاً لِّیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ، قَالَ: هَلْ لَکَ عَلَیْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَیْهِ؟ قَالَ: لَا، غَیْرَ أَنِّیْ أَحْبَبْتُهٗ فِی اللهِ تَعَالٰی، قَالَ: فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللهَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص اپنے مسلمان بھائی سے دوسری بستی میں ملاقات کے لئے روانہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے راستہ پر ایک فرشتہ کو بٹھا دیا، جب وہ شخص اس فرشتہ کے پاس پہونچا تو فرشتہ نے اس سے پوچھا: تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے کہا: میں اس بستی میں رہنے والے اپنے ایک بھائی سے ملنے کے لئے جارہا ہوں، فرشتہ نے کہا: کیا تمہارا اس پر کوئی حق ہے جس کو لینے کے لئے جارہے ہو؟ اس شخص نے کہا: میری اس سے ملاقات کی غرض صرف یہ ہے کہ مجھے اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت ہے، فرشتہ نے کہا: میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے بھی ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسے تم اپنے اس بھائی سے محبت کرتے ہو۔

پیش نظر حدیث شریف میں ایمانی اخوت واسلامی بھائی چارہ کی تعلیم اور اس رشتہ اخوت کو مخلصانہ طور پر نبھانے پر عظیم الشان انعامِ خداوندی کا ذکر ہے۔

معاشرتی ومدنی زندگی انسانی طبیعت کا لازمہ اور خاصہ ہے، انسان اپنی فطری تقاضوں کے مطابق اپنے ہی جیسے انسانوں کے مابین زندگی گذارنے کا خوگر اور تعلقات کو بڑھانے اور ان کو قائم رکھنے کا عادی ہے، لیکن اکثر وبیشتر آپسی تعلقات وروابط اغراض سے وابستہ ہوتے ہیں، اور بسا اوقات اس میں مؤمنانہ جذبہ اور مخلصانہ

*استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

داعیہ بھی کارفرما ہوتا ہے، موجودہ مادیت پسند دور میں تو یہ چیز نہایت ہی کمیاب ہے، حالاں کہ کسی بھی شخص سے مخلصانہ تعلق اور للّٰہی محبت کا ہونا ایمانِ کامل کی علامت اور شرافت نفس کی دلیل ہے، یہی چیز حلاوت ایمان کو پالینے کا ذریعہ اور قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ پانے کا وسیلہ ہے، ایسی ہی مخلصانہ محبت رکھنے والے قیامت کے روز نور کے ایسے منبروں پر ہوں گے جس پر انبیاء اور شہدا بھی رشک کریں گے۔

مذکورہ حدیث میں بھی ایسا ہی نیک جذبہ رکھنے والے ایک مردِ مؤمن کا واقعہ ہے جو دوسرے کسی علاقہ میں رہنے والے اپنے بھائی سے ملاقات کے ارادہ سے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس مخلصانہ کردار کو ظاہر کرنے اور اُس کی فضیلت کو آشکار کرنے کے لئے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ کو بٹھلا دیا، جب وہ شخص اُس فرشتہ کے پاس سے گذرا تو فرشتہ نے اُس سے پوچھا، آپ کہاں جارہے ہیں؟ اس شخص نے کہا: اس بستی میں میرا بھائی ہے جس سے ملاقات کی غرض سے جارہا ہوں، فرشتہ نے کہا: کیا تم پر اُس کا کوئی احسان یا نوازش کا معاملہ ہے جس کا بدلہ چکانے کے لئے تم جارہے ہو؟ تو اس شخص نے کہا: نہیں! ایسی کوئی بات نہیں! مجھے اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت ہے، اسی للّٰہی محبت نے مجھے اُس سے ملاقات وزیارت پر آمادہ کیا ہے، تب اس فرشتہ نے اس شخص کو خوشخبری اور بشارت سنائی (جو حدیث پاک اصل مقصد اور پیغام ہے) اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تم اپنے اس بھائی سے بے غرض محبت کرتے ہو، ظاہری بات ہے کہ اس بندہ کے لئے منجانب اللہ یہ عظیم انعام اور بے پایاں احسان ہے۔

حدیث پاک کے اس عظیم پیغام کے پیش نظر ہم کو بھی چاہئے کہ خودغرضی ومفاد پرستی اور ابن الوقتی کے اس تیرہ وتاریک ماحول میں؛ جب کہ سلام جیسا مسنون عمل بھی اغراض کی نذر ہوتا جارہا ہے، آپسی شکر رنجی اور خانہ جنگی کا ہر طرف دور دورہ ہے، حبِ الٰہی کا مستحق بننے اور محبوبِ الٰہی کا رُتبہ پانے کے لئے اپنے تعلقات وروابط میں خلوص وللّٰہیت پیدا کریں، اللہ کے بندوں سے ملاقات وزیارت میں بھی یہی جذبۂ صادق کارفرما، بلکہ کبھی کبھی ایسے نیک جذبہ کے ساتھ بندگانِ خدا سے مل لیا کریں تاکہ حدیث شریف کی فضلیت کا مصداق بن سکیں۔

پیش گفتار

رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ
کا اہم اعلامیہ

از: مدیر

رابطۂ مدارسِ اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند ـــ قائم شدہ ۱۴۱۵ھ ـــ نے دستور کے مطابق اپنا کُل ہند عمومی اجلاس ۲۳ رجمادی الثانیہ ۳۹ھ کو دارالعلوم کی عظیم الشان مسجدِ رشید میں منعقد کیا تھا، ملک کے طول وعرض سے ہزاروں علماء ونظماءِ مدارس نے اس اجلاس میں شرکت کر کے اکابر علماء سے نظامِ مدارس کے سلسلے میں استفادہ کیا، رابطے نے اس موقعہ پر چند تجاویز شرکاء اجلاس سے منظور کروائیں اور ایک اعلامیہ جاری کیا، "اشرف الجرائد" کے ان ادارتی صفحات میں انہی امور سے متعلق ذمہ دارانِ مدارس اسلامیہ کے سامنے کچھ عرض کرنے کی گستاخی کر رہا ہوں۔

راقم سطور ایک منظّم ومعتبر مدرسہ کے ذمہ دار ـــ مولوی حافظ محمد عبدالغنی صاحب سابق نائب ناظم مدرسہ فیض العلوم حیدرآباد ـــ کے گھر پیدا ہوا، چار سال کی عمر سے لے کر اب تک زندگی کی چھ دہائیاں مدارسِ اسلامیہ کے دامن میں بیت گئی ہیں؛ جنوبی ہندوستان میں پہلے تو معدودے چند دینی مدارس تھے، اِدھر کوئی بیس و پچیس سال کے عرصے میں ان میں تیزی سے اضافہ ہوا اور اب بھی شمالی ریاستوں کے مقابلہ میں اِن ریاستوں میں مدارس کی بہت کم تعداد ہے۔

ہندوستان میں مدارس کے قیام کا اصل مقصد اکابر کی تحریروں اور تقریروں سے جو میں سمجھ سکا ہوں وہ محض ''درس گاہوں'' کا قیام نہیں ہے، بلکہ اصل مقصد ملک میں تحفظِ اسلام ومسلمین ہے؛ اسلامی عقائد، اسلامی علوم، اور اسلامی تہذیب کی بقاوارتقاء اور اس کی بہ دولت مسلمانوں کا جسمانی وایمانی تحفظ! ملک کی گذشتہ دوسو سالہ تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال لیجئے تو آپ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ اگر ان صاحبِ نظر بزرگوں نے بروقت یہ اقدام نہ کیا ہوتا تو آج ہند میں مسلمان نظر آتے نہ ہی اسلام دکھائی دیتا۔

اُم المدارس دارالعلوم دیوبند کا قیام ـــــ جس کے قیام کے بعد ہی ایک مخصوص شکل اور نظام کے مدارس کا ملک میں جال پھیلا بلکہ پھیلایا گیا ـــــ ایک اتفاقی حادثہ کے طور پر یا علماء کی معاشی ضرورت پوری کرنے کے لئے عمل میں نہیں آیا تھا، ہندوستان کے بدلتے حالات اور مسلمانانِ ہند کو درپیش خطرات کے مدنظر نبی رحمت ﷺ کے سچے جانشین اور علماء ربانیین نے برسہابرس تک تڑپتے دلوں اور بہتی آنکھوں سے اپنے رَب کو منا کر تحفظِ اسلام و مسلمین کا یہ نظام حاصل کیا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ علماءِ دیوبند کے سرخیل اور روحانی راہنما سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ تھے یہ انہی کے عشقِ رسول کی بھٹی میں جلے بُھنے قلوب ہی تو تھے جنہوں نے توفیق و تائیدِ الٰہی سے مدارس کی تحریک کی بنیاد نہایت اخلاص و احترام کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کی شکل میں رکھی تھی؛ حاجی صاحبؒ کے دو ملفوظ مدارس کے پورے پس منظر کو سمجھنے کے لئے پیش کر رہا ہوں:

جب دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا تو کسی نے حضرت حاجی صاحبؒ کو مکہ مکرمہ میں اطلاع دی کہ فلاں فلاں علماء دیوبند نے یہ کام سرانجام دیا ہے تو یہ سُن کر ارشاد فرمایا:

> ''سبحان اللہ! آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے، یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقاتِ سحر میں سربسجود ہو کر گڑگڑاتی رہیں کہ خداوندا! ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظِ اسلام کا کوئی ذریعہ پیدا کر یہ مدرسہ ان ہی سحر گاہی دعاؤں کا ثمرہ ہے، دیوبند کی قسمت ہے کہ اس دولتِ گراں کو یہ سرزمین لے اڑی''۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کے افکار و نظریات، ص: ۳۷، از: مولانا سید محمد میاں دیوبندی)

ایک اور موقعہ پر اس نظامِ تعلیم و تربیت کو اپنی نجات کا وسیلہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

> ''مجھے اپنے کسی عمل پر اعتماد نہیں، البتہ میں نے پورے ہندوستان میں مکاتب (مدارسِ اسلامیہ) کی جو داغ بیل ڈالی ہے حق تعالیٰ شانہ کی رحمت سے امید ہے کہ اس کو میری نجات کا ذریعہ بنائے گا۔''

(بیداری مہم پوسٹر بہ حوالہ شمائمِ امدادیہ)

واقعہ یہ ہے کہ اگر صرف حاجی صاحبؒ کے ان دو ملفوظ پر نظماءِ مدارس غور کر لیں تو انہیں تحریکِ مدارس کا پس منظر اور حقیقی مقصد اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا، پھر وہ مدرسہ برائے مدرسہ یا برائے تلاشِ معاش کھولنے اور ان کی ظاہری و تعمیری شان و شوکت پر توجہ دینے کے بجائے اصل مقصد کو مطلوب بنا کر کھولیں گے اور اس میں

تربیتی وتعلیمی سرگرمیوں پر زیادہ دھیان دینے کی کوشش کریں گے،طلبہ واساتذہ کے لئے وسائل وضروریات کی فراہمی اور بہ قدرضرورت راحت رسانی یقیناً اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہے لیکن جس کڑھن،فکرواحساس اورامانت ودیانت کے ساتھ تعلیم وتربیت کا ماحول بنانے اورطلبہ کے اندرشعورِذمہ داری اورمقصد کے تئیں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے اس کی اہمیت ہرچیز کی اہمیت سے زیادہ ہے جب کہ آج مدارسِ اسلامیہ کی یہی اصل وروح دن بہ دن کم زورہوتی جارہی ہے۔

آج کل جس تیزی سے مدارس اسلامیہ کی تعداد بڑھتی جارہی ہے اسی رفتار سے اُن کا معیارِتعلیم وتربیت بھی گھٹتا جارہا ہے،اس کی وجہ بانیانِ مدارس کے پیشِ نظراُن مقاصد کا نہ ہونا ہے جو اس تحریک کے بانیان کے ملحوظِ خاطر ومدنظر تھے،اسی کے ساتھ دیانت وامانت میں کمی اور بڑوں کی سرپرستی ونگرانی سے آزادی بھی اس بےراہ روی کی اہم وجہ ہے،علم وعمل اورتجربے کی سخت ضرورت کے باوجودخودمختاری ومن مانی عام ہوگئی ہے، اکابرعلماء کی نگرانی تو کیاپسند کرتے روابط کے بھی روادارنہیں ہیں؛ ہرعلاقے کے چندمعتبرمدارس کوچھوڑکرعام طور سے اس وقت مدارس کی یہی صورتِ حال ہے،حدیہ ہے کہ بعض مدارس سے خوداس محلّے کے کسی ایک مسلمان کا فائدہ وابستہ نہیں ہے،علاقے میں سماجی جرائم بڑھتے جارہے ہیں،انہیں اس کا کچھ احساس نہیں ہے،مُلحدانہ سرگرمیاں عروج پر ہیں انہیں اس سے کچھ لینا دینا نہیں ہے،ارتدادی سازشیں اورعیسائی وقادیانی گردشیں زوروں پر ہیں اُن کے کان پرجوں بھی نہیں رینگتی،بس دن رات چندہ جوڑنے اور پیسہ جمع کرنے کی فکر کے علاوہ اورکوئی فکرنہیں،طلبہ کواس لئے خستہ حال رکھا جارہا ہے کہ انہیں دیکھ کے چندہ دہندگان کوترس آئے،اخراجات بچانے اور چندہ بڑھانے کے لئے روز کہیں نہ کہیں زیارتوں،برسیوں میں بھیج کرقرآن پڑھوایا جارہا ہے،خودان مدرسہ چلانے والوں کونمازروزے کا اہتمام ہے نہ شریعت وسنت سے کوئی دلچسپی!

کیامدارس کی یہ عظیم تحریک اسی لئے اُٹھی تھی؟ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ نظم ونسق کے ساتھ کام کہیں نہیں ہورہا ہے،میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اُن نیک نام اورکارکردمدارس کی آڑ میں جو ہزاروں مدارس نااہل ومقصد سے بےخبرلوگوں نے کھول رکھے ہیں اورجنہیں نہ طلبہ کا دردہے اورنہ ہی اسلام ومسلمین کا غم،ایسے مدارس سے اس کام کی اہمیت ومنفعت قوم کی نظرمیں گرتی چلی جارہی ہے،مخالف ومعاند طبقے کی بات نہیں کہ ان کا کام ہی تنقید وتنقیص ہے ہمدردومعاون مسلمان بھی بدظن اور بددل ہوتے جارہے ہیں اور بجاطور پرہورہے ہیں؛ان لوگوں کی بےراہ روی کی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ ہمارے ہاں مدارس کی نہ درجہ بندی ہے اورنہ ہی کسی مرکزی جامعہ(یونی ورسٹی) سے الحاق کی پابندی،ہرمدرسہ مستقل بالذات ہے اورمَن کا مالک ہے،نہ کسی کوحساب کتاب

دینا ہے اور نہ کہیں جواب دہ ہونا ہے؛ دین و دیانت کی بنیاد پر یہ کام انجام پاتے ہیں، پس جو واقعی خدا کا خوف رکھتا ہے یا شورائی نظام کا پابند ہے چار افراد کے مواخذے کا ڈر ہے وہ تو کچھ نہ کچھ کام کر رہا ہے بلکہ کہنا چاہیئے بہت کچھ کر رہا ہے اور جو کچھ دین اور علم دین کے حوالے سے ملک میں باغ و بہار نظر آ رہی ہے اِنہی اداروں کی دَین ہے۔

لیکن اب جب کہ وہ دین دیانت اور تقویٰ وطہارت جو اکابر علماء اور اسلاف کرام کے مزاجوں میں ہوا کرتی تھی دن بہ دن رو بہ زوال ہے اس بات کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے کہ مدارس کے قائم کرنے اور چلانے کے واسطے کچھ ایسے اخلاقی ضوابط و شرائط مقرر کئے جاویں جن کی پابندی ہر ایک کے لئے ضروری ہو اور خلاف ورزی پر ہر قسم کی حمایت ختم کر دیئے جانے کا سبب ہو، اگر ایسا نہ کیا جائے تو:

- حکومت کو مدارس کے معاملات میں مداخلت کا موقعہ ملے گا۔
- قوم وملت کی قیمتی کمائی ناخدا ترسوں کے ہاتھوں ضائع ہوتی رہے گی۔
- بے ضرورت عمارتوں کا جب کوئی مصرف نہ رہے گا تو ذاتی املاک میں تبدیل ہو جائیں گی۔
- ایسے اداروں میں طلبہ بجائے اسلامی تربیت پانے کے اور بگڑیں گے، جرائم کی عادت پڑ جائے گی۔
- غیور اور ہمدرد مسلمان تلخ تجربات کے بعد صحیح کام کرنے والوں سے بھی بدگمان اور دست کش ہو جائیں گے۔
- دین اور دین کے خدمت گذاروں کی عظمت عوام کے قلوب سے نکل جائے گی۔

وغیرہ، یہ اور ان جیسے بے شمار نقصانات کا اُمت کو سامنا کرنا پڑے گا جس کی تلافی ممکن نہ ہو سکے گی۔

انہی بے اعتدالیوں اور غلط روشوں کے سدِّ باب کے لئے دار العلوم دیوبند نے "رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ" کا قیام عمل میں لایا اور حتی المقدور بہتر راہ نمائی کے فرائض انجام دے رہا ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مدارس اپنے نظام کو شرائطِ ارتباط کے مطابق بنا کر مربوط ہو جائیں اور جہاں تک ہو سکے نصاب ونظام میں یکسانیت اور حساب و کتاب میں شفافیت پیدا کرتے ہوئے نہایت باوقار انداز میں ذمہ دارانہ خدمات انجام دیں، تاکہ اُمت کو وہ نتائج ومقاصد حاصل ہو سکیں، جن کے لئے یہ عظیم تحریک شروع ہوئی تھی۔

یہ تمہیدی سطریں اگر چہ بہت زیادہ ہو گئیں لیکن ضرورت ہے کہ اہل مدارس بلکہ ہر علاقے کے ذمہ دار علماء کرام باہم سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنے اپنے علاقے میں اجتماعی رسوخ کا استعمال کرتے ہوئے اخلاقی قدروں کی بنیاد پر ایسے تمام غیر ذمہ دارانہ مدارس کو پابند ڈسپلین بنائیں، بہ صورتِ دیگر اجتماعی طور پر اپنی تمام اخلاقی

حمایتوں سے محروم کردیں، بلکہ اعتماد سے اپنی براءت کا اظہار کردیں، مگر یہ کام پوری تحقیق واطمینان کے بعد ذمّہ دار علماء کرام کے اجتماعی فیصلے سے ہو۔

اب اخیر میں اجلاسِ عمومی کا تازہ اعلامیہ بعینہٖ درج ذیل کیا جارہا ہے، اربابِ مدارس سے گذارش ہے کہ ان ہدایات کو غور سے پڑھیں اور فوری طور پر عملی اقدامات کریں؛ اللہ پاک مدد فرمائے۔ آمین

اعلامیہ کل ہند اجلاس مجلس عمومی

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس عمومی کا یہ اہم اجلاس، مدارس کے بارے میں حکومت کی منفی پالیسیوں اور اسلام دشمن عناصر کے مخالفانہ پروپیگنڈے کی جانب ذمہ دارانِ مدارس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے، جس کا سلسلہ یوں تو عرصہ دراز سے جاری ہے؛ لیکن حالیہ عرصے میں اسی ذہنیت کے برسر اقتدار آجانے کی وجہ سے مدارس کے لیے اندیشوں میں اضافہ ہوگیا ہے، مدارس اور اُن سے وابستہ سادہ لوح طلباء وعلماء کے طبقے پر دہشت گردی کا الزام لگانے کا سلسلہ تو مدتوں سے جاری ہے، اب اس سے آگے بڑھ کر متعدد صوبائی حکومتوں کی جانب سے مدارس کو بعض مشرکانہ گیتوں یا شرک سے متاثرہ رسوم کی تکمیل کا پابند بنانے کی کوشش کی گئی ہے بعض حکومتوں کی جانب سے امداد یافتہ مدارس کو جمعہ کے بجائے اتوار کے دن چھٹی کرنے یا جمعہ کی نماز کا وقفہ محدود کرنے کا آرڈر دیا گیا اور مدرسہ کا نظام الاوقات مدارس کے عام ماحول سے ہٹ کر اسکولوں کے طرز پر کرنے کا پابند بنایا گیا۔ بعض صوبوں میں نصاب تعلیم میں مداخلت کا راستہ بھی کھول دیا گیا۔ یہ اور اسی قسم کے بہت سے منفی اقدامات نے مدارس کے تحفظ اور ان کے آزادانہ کردار کی بقاء کے مسئلے کو سنگین بنادیا ہے۔ اس پس منظر میں یہ اجلاس پہلے تو مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران سے گذارش کرتا ہے کہ وہ پوری بیدار مغزی کے ساتھ اس صورت حال کو محسوس کریں اور اس سلسلے میں کم از کم درج ذیل امور پر توجہ دیں:

(۱) مدارس کو قانونی پہلو سے مضبوط بنائیں، مدرسہ کی جائیداد کے کاغذات درست رکھیں، رجسٹریشن سے غافل نہ ہوں اور کوئی ایسا رخنہ نہ چھوڑیں جہاں سے کسی سرکاری ایجنسی کو مداخلت کا موقع ملے۔

(۲) داخلی نظام کو بہتر سے بہتر بنائیں، شورائی نظام کو مستحکم کریں، مالیات کا نظم شفاف رکھا جائے، حسابات کو آڈٹ کرانے کا اہتمام کیا جائے۔

(۳) مدارس کو ہر قسم کی حکومتی امداد سے محفوظ رکھا جائے۔

(۴) مدرسہ میں آنے والوں پر نظر رکھی جائے اور اجنبی لوگوں کے بارے میں چوکسی برتی جائے، یہاں تک کہ اگر کوئی اجنبی شخص مدرسہ میں تعاون بھی پیش کرے تو اس کی بھی تحقیق کر لی جائے۔

(۵) برادران وطن سے اجنبیت دور کی جائے اور ان کو مدارس کے شفاف کردار سے واقف کرانے کی صورتیں اختیار کی جائیں۔

(۶) معاشرے کی اصلاح سے غفلت نہ برتی جائے۔

(۷) مدارس آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کا برتاؤ رکھیں، افتراق اور بُعد کی صورت حال کو ختم کریں۔

(۸) مدارس کے تمام معاملات میں شرعی اصولوں کی مکمل پاس داری کی جائے اور رجوع الی اللہ کا اہتمام کیا جائے۔

اس کے ساتھ یہ اجلاس حکومت ہند اور صوبائی حکومتوں سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مدارس کے خلاف ان منفی پالیسیوں پر قدغن لگائی جائے، مدارس اور علماء وطلبہ کو مختلف عنوانات سے ہراساں کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے، مدارس کے روشن کردار کو سامنے رکھا جائے۔ یہ مدارس تحریک آزادی میں بے مثال قربانیوں کی ایک تاریخ رکھتے ہیں اور آزادی کے بعد بھی ملک کو امن پسند شہری دینے اور ملک کے امن وامان کو قائم رکھنے میں ان کا اہم کردار ہے۔ ایسے اداروں کی کردار کشی درحقیقت ملک کے ساتھ وفاداری کے بھی منافی ہے۔ حکومت اور برادران وطن اس بات کو سمجھ لیں کہ مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ دراصل اُن طاقتوں کا مشن ہے جو صرف اسلام اور مسلمانوں ہی کی دشمن نہیں؛ بلکہ ہمارے وطن کی بھی بدخواہ ہیں اور ان کے مشن کو طاقت پہنچانا کسی بھی طرح ہندوستان کے مفاد میں نہیں ہے۔

گوشۂ خواتین

اسلام کی باکمال خواتین

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی*

☆ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باندی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کالے غلام تھے، جن کا نام ''مغیث'' تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق چار فیصلے فرمائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلاموں نے ولاء (یعنی مولی جس کو آزاد کیا ہے، اس آزاد کردہ شخص کے مرنے پر مولی کے لوگ اس کی وراثت کے حق دار ہوں گے) کی شرط رکھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ حق ولایت آزاد کرنے والے شخص کو حاصل رہے گا، اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو ان کے نفس کے حوالہ سے اختیار دے دیا گیا تو انہوں نے اپنے نفس کو اختیار کیا، (اس کا مطلب یہ کہ کوئی باندی کسی غلام میں نکاح میں ہوتی ہے، پھر اس کو آزادی ملتی ہے تو اس کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے وہ اس غلام کے نکاح میں رہے یا اس کے نکاح سے نکل جائے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو عدت گذارنے کا حکم دیا، میں (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) حضرت ''مغیث'' کو مدینہ کی گلیوں میں ''بریرہ'' رضی اللہ عنہا کے پیچھے دیکھتا تھا، وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے غم میں آنسو بہاتے تھے۔

حضرت عکرمہؒ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت بریرہؓ کا تذکرہ آیا تو فرمایا: یہ ''مغیث'' تھے، یہ فلاں خاندان کے غلام تھے، یہ بریرہؓ کے پیچھے راستے میں روتے پھرتے تھے۔

اللہ کی کتاب میں شرط لگانا باطل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی آزادی کے سلسلے میں کھڑے ہوئے، بریرہؓ کے اہل اور خاندان نے اپنے لئے ولاء کی شرط رکھی اور فرمایا: اس قوم کی کیا حالت ہوگی جو کتاب اللہ میں شرط لگاتی ہے، اور کوئی ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں موجود نہیں، وہ شرط باطل ہے، گرچہ یہ شرط سو دفعہ لگائی جائے، اللہ ہی کی شرط حق اور قابل اعتماد ہے'' یعنی ولاء اور وراثت کے

* رفیق تصنیف دار الدعوۃ والارشاد، یوسف گوڑہ، حیدرآباد

حق دار اس کا مولیٰ ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

اصول فقہ:

ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا اور اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بات کی، تو وہ فرماتی ہیں: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ چیز واجب ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، میں تو ان کے حق میں سفارش کر رہا ہوں۔ (اس کا مطلب یہ کہ کوئی باندی کسی غلام میں نکاح میں ہوتی ہے، پھر اس کو آزادی ملتی ہے تو اس کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے وہ اس غلام کے نکاح میں رہے یا اس کے نکاح سے نکل جائے)

کیا صدقہ کے مال کو بطور ہدیہ دینا جائز ہے:

کہتے ہیں: حضرت بریرہؓ کو بطور صدقہ کوئی چیز دی گئی، انہوں نے وہ چیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بطور ہدیہ دے دی، ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بریرہؓ کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے حق میں ہدیہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر صدقہ اور زکاۃ کا مستحق شخص زکاۃ اور صدقہ وصول کرنے کے بعد وہ کسی مالدار شخص کو اپنی ملکیت میں سے بطور ہدیہ کے دے سکتا ہے، اس حدیث سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے۔

ماہنامہ اشرف الجرائد حیدرآباد

ایک عظیم اصلاحی و دعوتی تحریک کا نام ہے۔ آپ بھی اس میں شریک ہو جایئے اور اپنے دوست و احباب کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

یہ ماہنامہ www.Idara.info پر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

گوشۂ سیرت

ماہِ رجب اور واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا نجیب قاسمی سنبھلی

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے۔ رجب اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے: اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ ہیں جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے ہیں (سورۃ التوبہ: ۳۶) ان چار مہینوں کی تحدید قرآن کریم میں نہیں ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب۔ معلوم ہوا کہ حدیث نبوی کے بغیر قرآن کریم نہیں سمجھا جا سکتا، ان چار مہینوں کو اشہرِ حرم کہا جاتا ہے، ان مہینوں کو حرمت والے مہینے اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام سے جو فتنہ وفساد، قتل وغارت گری اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو منع فرمایا گیا ہے، اگرچہ لڑائی جھگڑا سال کے دیگر مہینوں میں بھی حرام ہے، مگر اِن چار مہینوں میں لڑائی جھگڑا کرنے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ ان چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلّم رہی ہے حتی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا۔

رجب کا مہینہ شروع ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے، اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینوں میں ہمیں برکت عطا فرما اور ماہ رمضان تک ہمیں پہونچا۔ (مسند احمد، بزار، طبرانی، بیہقی) لہٰذا ماہِ رجب کے شروع ہونے پر ہم یہ دعا یا اس مفہوم پر مشتمل کوئی اور دعا مانگ سکتے ہیں۔ اس دعا سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک رمضان کی کتنی اہمیت تھی کہ ماہِ رمضان کی عبادت کو حاصل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان سے دو ماہ قبل دعاؤں کا سلسلہ شروع فرما دیتے تھے۔ ماہِ رجب کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے برکت حاصل ہوئی، جس سے ماہِ رجب کا کسی حد تک مبارک ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ماہِ رجب میں کسی خاص نماز پڑھنے یا کسی معین دن روزہ رکھنے کی خاص فضیلت کا کوئی ثبوت احادیث صحیحہ سے نہیں ملتا۔ نماز وروزہ کے اعتبار سے یہ مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہی ہے۔ البتہ رمضان کے پورے ماہ

کے روزے رکھنا ہر بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے اور ماہِ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی ترغیب احادیث میں موجود ہے۔ ماہ رجب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی عمرہ ادا کیا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء ومؤرخین کی رائے مختلف ہے؛ البتہ دیگر مہینوں کی طرح ماہ رجب میں بھی عمرہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ اسلاف سے بھی اس ماہ میں عمرہ ادا کرنے کے ثبوت ملتے ہیں۔ البتہ رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ میں عمرہ ادا کرنے کی کوئی خاص فضیلت احادیث میں موجود نہیں ہے۔

واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق، مؤرخین اور اہل سیر کی رائے مختلف ہے، ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال ۲۷ رجب کو ۵۱ سال ۵ مہینہ کی عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، جیسا کہ علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مہر نبوت" میں تحریر فرمایا ہے۔

اسراء کے معنیٰ رات کو لے جانے کے ہیں۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کا سفر جس کا تذکرہ سورۂ بنی اسرائیل میں کیا گیا ہے، اس کو اسراء کہتے ہیں۔ اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے، معراج عروج سے نکلا ہے جس کے معنی چڑھنے کے ہیں۔ حدیث میں "عرج بی" یعنی مجھ کو اوپر چڑھایا گیا کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لئے اس سفر کا نام معراج ہو گیا۔ اس مقدس واقعہ کو اسراء اور معراج دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے؛ اس واقعہ کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں بھی ہے پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آ گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمانی تھی وہ نازل فرمائی۔

سورۃ النجم کی آیات ۱۳۔۱۸ میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں اور حقیقت یہ ہے انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔ اس بیر کے درخت کے پاس جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔ (نبی کی) آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔

معراج احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے، یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی تعداد سے معراج کے واقعہ سے متعلق احادیث مروی ہیں۔

انسانی تاریخ کا سب سے لمبا سفر:

قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اسراء و معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا، یہ ایک معجزہ تھا کہ مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے صرف رات کے ایک حصہ میں مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے، کیونکہ وہ تو قادر مطلق ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے تو ارادہ کرنے پر چیز کا وجود ہو جاتا ہے۔ معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم، مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ شرف عظیم عطا فرمایا جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کسی مقرب ترین فرشتے کو۔

واقعۂ معراج کا مقصد:

واقعۂ معراج کے مقاصد میں جو سب سے مختصر اور عظیم بات قرآن کریم (سورہ بنی اسرائیل) میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں۔۔۔ اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ عظیم الشان مقام و مرتبہ دینا ہے جو کسی بھی بشر حتی کہ کسی مقرب ترین فرشتہ کو نہیں ملا ہے اور نہ ملے گا۔۔۔ نیز اس کے مقاصد میں امت مسلمہ کو یہ پیغام دینا ہے کہ نماز ایسا مہتم بالشان عمل اور عظیم عبادت ہے کہ اس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند و اعلیٰ مقام پر معراج کی رات میں ہوا۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ نماز کا تحفہ بذاتِ خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔ نماز اللہ جلّ شانہ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نماز میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے مناجات ہوتی ہے۔

واقعۂ معراج کی مختصر تفصیل:

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ چاک کیا گیا، پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا اور پھر بجلی کی رفتار سے زیادہ تیز چلنے والی ایک سواری یعنی براق لایا گیا جو لمبا سفید رنگ کا چوپایا تھا، اس کا قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نظر پڑتی تھی۔ اس پر سوار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں تمام انبیاء کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء

میں نماز پڑھی، پھر آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اس کے بعد البیت المعمور حضور اکرم ﷺ کے سامنے کر دیا گیا جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کے پتے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان ہوں اور اس کے پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے مٹکے ہوں۔ جب سدرۃ المنتہیٰ کو اللہ کے حکم سے ڈھانکنے والی چیزوں نے ڈھانک لیا تو اس کا حال بدل گیا، اللہ کی کسی بھی مخلوق میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کر سکے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں چار نہریں نظر آئیں، دو باطنی نہریں اور دو ظاہری نہریں۔ حضور اکرم ﷺ کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ باطنی دو نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری دو نہریں فرات اور نیل ہیں (فرات عراق اور نیل مصر میں ہے)۔

نماز کی فرضیت:

اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان چیزوں کی وحی فرمائی جن کی وحی اس وقت فرمانا تھا اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور اکرم ﷺ چند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور نماز کی تخفیف کی درخواست کی۔ ہر مرتبہ پانچ نمازیں معاف کر دی گئیں یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر بھی مزید تخفیف کی بات کہی، لیکن اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ تخفیف کا سوال کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور میں اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی گئی: میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی ہے یعنی میں نے اپنے فریضہ کا حکم باقی رکھا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس بنا کر دیتا ہوں۔ غرضیکہ ادا کرنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہی ہیں۔

نماز کی فرضیت کے علاوہ دیگر دو انعام:

اس موقعہ پر حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے انسان کا رشتہ جوڑنے کا سب سے اہم ذریعہ یعنی نماز کی فرضیت کا تحفہ ملا اور حضور اکرم ﷺ کا اپنی امت کی فکر اور اللہ کے فضل وکرم کی وجہ سے پانچ نماز کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کا ثواب دیا جائے گا۔

سورۃ البقرہ کی آخری آیت (آمَنَ الرَّسُولُ سے لے کر آخر تک) عنایت فرمائی گئی۔

اس قانون کا اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کے شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی معافی ممکن ہے یعنی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے بلکہ توبہ سے معاف ہوجائیں گے یا عذاب بھگت کر چھٹکارا مل جائے گا، البتہ کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

معراج میں دیدار الٰہی:

زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج میں دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں اور اگر رؤیت ہوئی تو وہ رؤیت بصری تھی یا رؤیت قلبی تھی، البتہ ہمارے لئے اتنا مان لینا انشاء اللہ کافی ہے کہ یہ واقعہ برحق ہے، یہ واقعہ رات کے صرف ایک حصہ میں ہوا، نیز بیداری کی حالت میں ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ایک بڑا معجزہ ہے۔

قریش کی تکذیب اور ان پر حجت قائم ہونا:

رات کے صرف ایک حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانا، انبیاء کرام کی امامت میں وہاں نماز پڑھنا، پھر وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے جانا، انبیاء کرام سے ملاقات اور پھر اللہ جل شانہ کی دربار میں حاضری، جنت و دوزخ کو دیکھنا، مکہ مکرمہ تک واپس آنا اور واپسی پر قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے ملاقات ہونا جو ملک شام سے واپس آرہا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کو معراج کا واقعہ بیان کیا تو قریش تعجب کرنے لگے اور جھٹلانے لگے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ فرمایا ہے۔ اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ کیا تم اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آسمانوں سے آپ کے پاس خبر آتی ہے؛ اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق پڑ گیا۔ اس کے بعد جب قریش مکہ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیت المقدس کے احوال دریافت کئے گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روشن فرمادیا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حطیم میں تشریف فرما تھے۔ قریش مکہ سوال کرتے جارہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیتے جارہے تھے۔

سفر معراج کے بعض مشاہدات

اس اہم و عظیم سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت و دوزخ کے مشاہدہ کے ساتھ مختلف گناہگاروں کے احوال بھی دکھائے گئے جن میں سے بعض گناہگاروں کے احوال اس جذبہ سے تحریر کررہا ہوں کہ ان گناہوں سے ہم خود بھی

بچیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی ترغیب دیں۔

کچھ لوگ اپنے سینوں کو ناخنوں سے چھیل رہے تھے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے ناخون تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی بے آبروئی کرنے میں پڑے رہتے ہیں۔

(سنن ابوداود)

سود خوروں کی بدحالی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر بھی گزرا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے جیسے (انسانوں کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں ان میں سانپ تھے جو باہر سے ان کے پیٹوں میں نظر آرہے تھے۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے، کچل جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہوجاتے تھے جیسے پہلے تھے۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا، ختم نہیں ہورہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ نماز میں کاہلی کرنے والے ہیں۔

(انوار السراج فی ذکر الاسراء والمعراج۔ مفتی عاشق الٰہیؒ)

زکاۃ نہ دینے والوں کی بدحالی:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ وبیل کی طرح چرتے ہیں اور کانٹے دار وخبیث درخت اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔ (انوار السراج فی ذکر الاسراء والمعراج۔ مفتی عاشق الٰہیؒ)

سڑا ہوا گوشت کھانے والے لوگ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے

اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے مگر وہ زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں اور صبح تک اسی کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ عورتیں ہیں جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار شخص کے ساتھ رات گزارتی ہیں۔ (انوار السراج فی ذکر الاسراء والمعراج۔ مفتی عاشق الٰہیؒ)

سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے؟

احادیث میں سدرۃ المنتہیٰ اور السدرۃ المنتہیٰ دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم میں سدرۃ المنتہیٰ استعمال ہوا ہے۔ سدرۃ کے معنی بیر کے ہیں اور منتہیٰ کے معنی انتہا ہونے کی جگہ کے ہیں۔ اس درخت کا یہ نام رکھنے کی وجہ صحیح مسلم میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اسی پر منتہی ہو جاتے ہیں اور جو بندوں کے اعمال نیچے سے اوپر جاتے ہیں وہ وہاں پر ٹھہر جاتے ہیں، یعنی آنے والے احکام پہلے وہاں آتے ہیں پھر وہاں سے نازل ہوتے ہیں اور نیچے سے جانے والے جو اعمال ہیں وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں پھر اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔

وضاحت: واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق کوئی خاص عبادت ہر سال ہمارے لئے مسنون یا ضروری نہیں ہے۔ تاریخ کے اس بے مثال واقعہ کو بیان کرنے کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہم اس عظیم الشان واقعہ کی کسی حد تک تفصیلات سے واقف ہوں اور ہم اُن گناہوں سے بچیں جن کے ارتکاب کرنے والوں کا برا انجام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سفر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر امت کو بیان فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور دونوں جہاں کی کامیابی و کامرانی عطا فرمائے آمین

فکر ونظر

خیرہ نہ کر سکے تجھے جلوۂ دانش فرنگ!

(مغرب زدہ نسل نو کی تباہی اور والدین کی ذمہ داریاں)

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی قاسمی*

ایک دن چاند نے سورج سے پوچھا، تم مشرق سے نکلتے ہو تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ بڑی آب وتاب میں ہو، خوشی سے مسکرا رہے ہو، ہر طرف روشنی بکھیر رہے ہو، شب دیجور کی ظلمتوں کا قلع قمع کر رہے ہو، مرغانِ سحر کو نوید مسرت دے رہے ہو؛ لیکن مغرب میں تمہیں کیا ہو جاتا ہے کہ تم مرجھائے ہوئے پھول کی طرح بے رنگ نظر آتے ہو؟ پریشان حال تھکے ماندہ مسافر کی طرح زرد ہو جاتے ہو؟ عروج وترقی کے بامِ ثریا سے زوال وپستی کے تحت الثری میں پہونچ جاتے ہو؟ تمہارا روشن وتاباں چہرہ فق اور بے نور ہو جاتا ہے؟ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جواباً سورج نے کہا کہ مجھے مشرق کی عادتیں اچھی لگتی ہیں، وہاں کا طور طریق بھلا معلوم ہوتا ہے، ماں باپ کا ادب، بڑوں کا احترام، خواتین کا حجاب اور شرم وحیا سے معمور افراد دیکھ کر میں جھوم جاتا ہوں، مسکراتا اور خوش ہوتا ہوں، میرے اندر ایک نئی تازگی اور مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے؛ مگر جیسے ہی مغرب کی سمت ڈھلنے لگتا ہوں تو وہاں بے حیائی دیکھتا ہوں، نسل نو کی تباہی وبربادی کا مشاہدہ کرتا ہوں، بڑوں کی بے راہ روی وبے التفاتی محسوس کرتا ہوں تو دل مسوس کر رہ جاتا ہوں اور افق عالم تاب سے ڈوب جانے میں ہی عافیت سمجھتا ہوں۔

ہماری نئی نسل بھی ہمارا قیمتی سرمایہ اور متاع گراں مایہ ہے جو ہمارے لیے کسی درخشاں آفتاب سے کم نہیں؛ اسی لیے جب تک وہ مشرقی روایات کی پاسباں، مشرقی اقدار کی نگہباں اور مشرق کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل پیرا رہے گی تو آسمان دنیا پر آفتاب کی طرح حکمرانی کرے گی اور جوں ہی مغرب کی طرف مائل ہوگی اور خوانِ مغرب کی ریزہ چینی کو شرف افتخار سمجھے گی تو شدہ شدہ ایک دن غروب ہو جائے گی اس طرح آناً فاناً پوری قوم کا نام ونشان مٹ جائے گا اور رہی سہی ثقافت بھی ملیا میٹ ہو جائے گی۔

سورج ہمیں ہر شام یہ دیتا ہے منادی
مغرب کی سمت جاؤ گے تو ڈوب جاؤ گے

آپ غور کریں! جب نسل نو کی ہر صبح کا آغاز اور ہر شام کا اختتام، لیلی مجنوں کی داستانیں دیکھ کر ہوتا

*استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

ہو، جنہیں ماں باپ اپنی نگرانی میں فحش و بے حیائی پر مبنی فلمیں دکھانے کا اہتمام کرتے ہوں، جہاں بچوں کے رقص وسرود پر فلک شگاف قہقہے لگائے جاتے ہوں، جہاں اساتذہ معصوم نازک کلیوں کو اپنی ہوسنا کی اور درندگی کا شکار بناتے ہوں، جہاں فیشن پرستی، بے حجابی اور بے پردگی کا دور دورہ ہو، جہاں اغیار کی نقالی، مذہب سے بیگانگی، شریعت سے علانیہ بغاوت کو روشن خیالی تصور کیا جاتا ہو، جہاں اسلامی تہذیب سے زیادہ یہودی تہذیب، دینی تعلیم سے زیادہ انگریزی تعلیم، مشرقی طرز معاشرت سے زیادہ مغربی طور طریق میں کامیابی وکامرانی کو مضمر سمجھا جاتا ہو۔ تو سمجھ لینا چاہیے اور اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اب مشرقی تہذیب کا جنازہ نکل چکا ہے اور مغربی ثقافت نے اپنے خوفناک پنجے گاڑ دیے ہیں۔

چلنا تھا جس کو دین کی پاکیزہ راہ پر
وہ قوم بے حیائی کے رَستے پہ چل پڑی

نئی نسل ہمارے روشن مستقبل کی ضامن ہے، دیگر مسلم معاشروں کی طرح ہماری نوجوان نسل بھی مغربی سیلاب میں بہنے لگی تو پھر صبح نو کی آرزو دم توڑ دے گی اور نئی سحر طلوع ہونے سے پہلے شبِ تاریک کو ظلمتِ دوام عطا کرے گی۔ نئی نسل کی موجودہ دلچسپیاں اور اس پر مستزاد کیبل وانٹرنیٹ کی تاریکیاں ہمیں قومی سطح پر بہت کچھ سوچنے کا پیغام دیتی ہیں!! اولاد کو پڑھانے، لکھانے کا شوق سبھی والدین کو ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے؛ لیکن مسلمان ہونے کی حیثیت سے کچھ تقاضے اور بھی ہیں جن کی رعایت کرنا اسلامی فریضہ ہے: اگر والدین اپنی اولاد کو دینی علوم کے علاوہ دنیاوی اور عصری علوم میں ڈگریاں دلانا چاہتے ہیں تو دین ومذہب اس سے روکتا نہیں، بس اتنا تقاضا رکھتا ہے کہ آپ بچوں کو ایسے ادارے میں داخل کریں، جس میں اسلام اور شریعت محمدیہ کے خلاف مضامین شاملِ درس اور داخلِ نصاب نہ ہوں، اسی طرح اس ادارے میں کوئی عمل ایسا ضروری نہ ہو جو اسلامی روح اور دینی مزاج کے منافی ہو۔ بچوں کے کھیل، کود، سیر وتفریح، رہنے سہنے میں والدین اس بات پر ضرور توجہ رکھیں کہ دس سال عمر ہونے کے بعد بچوں اور بچیوں کو مخلوط نہ رہنے دیں، اسی طرح غیر اسلامی کھیلوں اور ہندوانہ رسومات سے بھی اپنی اولاد کو دور رکھیں اور انہیں مفید صحت افزا کھیل کھیلنے کا موقع فراہم کریں۔

مغربی تہذیب وثقافت سے بڑھتی غیر معمولی دل چسپیوں کے حوالے سے ایک روشن ضمیر نے کیا ہی خوب لکھا ہے:

آج ہم نے دین کو نامکمل اور عصر حاضر کے تقاضوں سے ناموافق قرار دے کر مغرب کی فرمانروائی قبول کرلی ہے؛ چہ جائے کہ ہم سائنس وٹیکنالوجی اور علم وتحقیق کو اسلام کے تقاضوں پر ترتیب دیتے ہوئے آگے بڑھتے اور مغربی تہذیب میں جو خامیاں تھیں ان کا مداوا کرتے، ہم نے تو مغرب کو مکمل تہذیبی رب تسلیم کرلیا۔

ذہنی غلامی کا تسلط اس قدر مسلم معاشروں پر قائم ہے کہ کوئی بڑی مسلم آبادی اس سے ماورا نظر نہیں آتی۔ ہمارے مدارس، بازار، انجمنیں، گھر حتیٰ کہ اجسام اپنی زبان سے شہادت دے رہے ہیں کہ ان پر مغرب کے افکار و نظریات اور علوم وفنون حکمراں ہیں۔ اُسی نظر سے ہر چیز کو جانچتے ہیں، چاہے اس کا شعور انہیں ہو یا نہ ہو۔ ان کے ذہنوں پر یہ مفروضہ مسلط ہے کہ ہر وہ چیز درست ہے جسے مغرب نے درست تسلیم کیا ہے اور ہر وہ چیز غلط ہے جسے مغرب نے غلط کہا ہے۔ یہ اپنے دین وایمان، افکار وتخیلات، تہذیب وشائستگی، اخلاق وآداب سب کو اسی معیار پر جانچتے ہیں۔ جو چیز اس معیار پر پورا اترتی ہے اسے درست سمجھتے ہیں، اس پر مطمئن ہوتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہماری فلاں چیز مغرب کے معیار پر پوری اتر آئی ہے اور جو چیز پوری نہیں اترتی اسے شعوری یا غیر شعوری طور پر غلط سمجھتے ہیں۔ اسی کیفیت کے متعلق اقبال مرحوم نے کہا تھا:

تھا جو 'ناخوب' بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

ہم ذرا اپنی مارکیٹوں میں نکل کر دیکھیں، سڑکوں اور شاہراؤں پر دوڑتی زندگی پر غور کریں، سیاست و حکومت کی طرف نظر دوڑائیں، تعلیمی اداروں میں قدم رکھیں، کلاس میں کھڑے استاد اور پروفیسر سے مکالمہ کریں۔ کیسے کیسے غلامی ومحکومی کے مظاہر نظر آتے ہیں۔ (مشرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش، از: احمد حماس)

اخیر میں صرف ایک التجا ہے، خدارا! نسل نو کے مغربیت کی طرف بڑھتے قدموں کو روکئے! کیا نسل نو اس مغربیت کی طرف قدم بڑھانا چاہتی ہے، جس کے نتیجہ میں جنسی بے راہ روی، اخلاقی انارکی اور بہیمیت وحیوانیت عروج کو پہونچ جائے اور عورتوں کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی اور مکمل بے پردگی، مرد وعورت کا اختلاط اور شراب نوشی عام ہو جائے، اگر قدم نہ رکے تو اسلامی ممالک ہوں یا غیر اسلامی، اخلاقی انتشار اور دینی اساس واصول سے بغاوت ہو جائے گی، اور مغربی تہذیب کا یہ کینسر اور جذام اپنے ساتھ اسلامی تہذیب وتمدن و حضارت اور انسانی عزت ووقار کا خاتمہ کر دے گی، اور ایک ایسا عالم برپا ہوگا جس سے کہیں کوئی مفر نہ ہوگا۔ بہ قول مفکر اسلام اس انتشار اور بغاوت سے بچنے کیلئے عوام میں دینی روح، طاقت ور ایمان، اخلاقی حس اور اسلامی شعور پیدا کرنا ہوگا، اس ذہنی انتشار اور بے دلی اور بغاوت کے جراثیم کا خاتمہ کرنے کیلئے ان کے اسباب ومحرکات کا ازالہ، حالات کی عمومی اصلاح اور سیرت وکردار میں تبدیلی کی ضرورت ہے، مغرب سے وہ لینا ہوگا جو اسلامی ممالک اور معاشرہ کیلئے مفید اور اس کے عقیدے سے ہم آہنگ ہے، اور بجائے خود کوئی عملی اور ایجابی افادیت رکھتا ہے اور قوم وملک کو مضبوط کر سکتا ہے، اور زندگی کی جد وجہد سرفروشی اور دعوت الی اللہ کے مقصد میں مفید ہو سکتا ہے''

ظاہر ہے جب تک والدین اولاد کی تربیت پر توجہ نہیں دیں گے، ان کے ساتھ وقت نہیں گزاریں گے، انہیں تمیز وتہذیب نہیں سکھائیں گے تب تک نسلِ نو اپنی تہذیب، اقدار یا روایات کیسے سیکھے گی۔ عموماً جب گھر میں سازگار ماحول نہیں ملتا تو وہ انٹرنیٹ، موبائل فون وغیرہ کی طرف مائل ہوجاتے ہیں پھر والدین شکایت کرتے ہیں کہ نوجوان ان کی بات نہیں سنتے۔ ہم اپنی اقدار وتہذیب کو اپنے ہی ہاتھوں سے تباہ کررہے ہیں۔ نسل نو تک ہماری اقدار وروایات منتقل نہیں ہورہی ہیں، اس ضمن میں جہاں نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کیلئے وقت نکالیں، کچھ دیر گھر کے بزرگوں اور بڑوں کے ساتھ گزاریں، ان کے تجربات کی روشنی میں زندگی گزارنے کے طور طریقے سیکھیں، اپنے اندر تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کریں، بڑوں یا اساتذہ کی ڈانٹ کو غنیمت جانیں اور اپنی اصلاح وتربیت کی فکر کریں، وہیں بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال پر کلی طور پر پابندی لگانے کے بجائے اس کے مثبت استعمال کے فوائد اور منفی استعمال کے نقصانات بتائیں اور بچوں سے وقت نہ دینے کا شکوہ کرنے کی بجائے بچوں کیلئے خود وقت نکالیں کیونکہ یہ بچوں کے مستقبل کا سوال ہے اور اپنی تہذیب وثقافت کو اسی طرح نسل نو میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔

نعتِ پاک

کاوش: مفتی اکرام الحسن مبشر قاسمی
استاذ شعبہ معہد الاشرف ادارہ ہذا

مِرے آقا کی خوبی ہے، یہ ان کا معجزہ بھی ہے
نبوت ختم ان پر ہے، انہی سے ابتدا بھی ہے

نبی نے غار کے ساتھی سے فرمایا کہ لا تحزن
ہمارے ساتھ ہر لمحہ ہمارا اِک خدا بھی ہے

پیمبر کی جدائی میں حنانہ یوں لگا رونے
"تڑپ کے رو رہا ہے وہ، اداس وغمزدہ بھی ہے

مریضوں اور بیماروں کو دے دو خاک طیبہ کی
فقط مٹی نہیں ہے یہ، سنو اس میں شفا بھی ہے

جو خود ہوجائیں گے خاکی فدا کیا خاک ان پر ہوں
فدا کرنے کو جان ودل جمالِ مصطفیٰ بھی ہے

میں اِک مشتاق طیبہ کا! ہوں اب تک دور طیبہ سے
مدینہ سے یہ دوری امتحاں بھی ہے سزا بھی ہے

عمل اکرامؔ کچھ بھی تو نہیں ہے میرے دامن میں
مگر اُمّیدِ رحمت ہے نبی کا آسرا بھی ہے

دعوتِ فکر وعمل

دارالعلوم دیوبند میں رابطۂ مدارس کا اجلاس

مولانا ندیم الواجدیؔ

دارالعلوم دیوبند میں رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کا دوروزہ اجلاس خیروخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا، پہلے دن رابطے کی مجلس عاملہ کا جلسہ رہا، جو اس پروگرام میں بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، کیوں کہ اگلے عمومی اجلاس میں اسی کے فیصلوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے، مجلس عاملہ اکیاون افراد پر مشتمل ہے، جن میں سے بیس افراد دارالعلوم دیوبند کی نمائندگی کرتے ہیں، دس ممبران شوری اور دس اساتذہ دارالعلوم اور باقی اکتیس ملک بھر سے منتخب کرکے اس اکیاون رکنی باڈی میں شامل کئے جاتے ہیں، مجلس عمومی میں تعدادِ افراد کی کوئی قید نہیں، دارالعلوم دیوبند کے نہج پر کام کرنے والے تمام مدارس عربیہ اسلامیہ اس کی رکنیت حاصل کرکے نمائندگی اور شرکت کا استحقاق رکھتے ہیں، حضرت مولانا مرغوب الرحمن بجنوریؒ کے زمانۂ اہتمام میں دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوری کے رکن اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر حضرت مولانا اسعد مدنی کی تحریک پر دارالعلوم دیوبند میں رابطہ مدارس کا قیام عمل میں آیا تھا، اس کے قیام کا سب سے بڑا مقصد ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہزاروں مدارس کو ایک لڑی میں پرونا اور باہم مربوط کرنا تھا، پھر اس ربط باہمی کے ذریعے انہیں نصاب ونظامِ تعلیم کی یکسانیت پر لانا تھا، 1995ء کے ایک کل ہند اجتماعِ مدارس عربیہ میں مجلس تعلیمی دارالعلوم دیوبند کا مرتب کردہ آٹھ سالہ نصاب تعلیم پیش کیا گیا جس کو شرکاء اجلاس نے اتفاق رائے سے منظور کیا، اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اس وقت کے مہتمم اور صدر اجلاس مولانا مرغوب الرحمن صاحب نے فرمایا تھا کہ "اس مشینی دور میں عام طور پر طبیعتیں محنت ومشقت کے بجائے سہولت پسند ہوگئی ہیں جس سے مدارس کے طلبہ مستثنیٰ نہیں ہیں، علاوہ ازیں نہ اب پہلے جیسے دل ودماغ ہیں نہ پرسکون ماحول، اس لئے عرصے سے یہ مطالبہ تھا کہ فن کی بعض وہ کتابیں جو ذہنی ورزش اور ریاضت کو چاہتی ہیں ان کی متبادل آسان کتاب تلاش کی جائے، فن تاریخ وسیرت کو جو خالص اسلامی فن ہے اس سے ہمارا نصاب خالی تھا کسی طرح اسے نصاب میں سمونے کی کوشش کی گئی ہے اسی طرح کی بعض جزوی اصلاحات کی گئی ہیں، نصاب تعلیم ہمارے نظام کا اہم ترین جزء ہے، لہٰذا اس میں مستعدی کے ساتھ غور وفکر کی

*مدیر ماہنامہ ترجمانِ دیوبند

ضرورت ہے اگر اس کل ہند اجتماع میں نصاب کی یکسانیت پر ہم متفق ہو جائیں تو یہ ہماری بڑی کامیابی ہوگی"۔

(خطبات صدارت مولانا مرغوب الرحمن صاحب ص:120)

گذشتہ بائیس برسوں سے یہ نصاب دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا جارہا ہے، مربوط مدارس کی اکثریت بھی اس کا تتبع کرتی ہے، اگرچہ بعض مدارس اب بھی ایسے ہیں جو اسی قدیم نصاب تعلیم کو گلے لگائے ہوئے ہیں، جن میں فنون کی مشکل اور پیچیدہ کتابوں کی بھرمار ہے، نصاب تعلیم کے بعد نظام تعلیم کا مرحلہ آتا ہے، اس سلسلے میں بھی رابطہ مدراس کے جلسوں میں گفتگو ہوتی رہتی ہے، صدر صاحب اور دوسرے مقررین مربوط مدارس کو گائڈ لائن بھی دیتے رہتے ہیں، تین سال قبل رابطہ مدارس کی مجلس عمومی کے اجلاس میں موجودہ صدر حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی مدظلہٗ نے اپنے خطبہ صدارت میں نظام تعلیم کے کچھ کمزور پہلوؤں کی طرف شرکاء کی توجہ مبذول کرائی تھی اور بتلایا تھا کہ بعض مدارس نے نصاب میں غیر ضروری اختصار یا کانٹ چھانٹ کردی ہے جس سے طلبہ کی استعداد بہتر بنانا مشکل ہورہی ہے، بہت سے مدارس میں نصاب کی تکمیل پر توجہ نہیں ہے یہاں تک کہ ابتدائی درجات کی کتابیں بھی باقاعدہ اور پوری پڑھانے کا اہتمام نہیں ہے، بہت سے مدارس میں امتحانات کو مطلوبہ اہمیت حاصل نہیں ہے، اس خطبۂ صدارت میں نظامِ تربیت کو بہتر بنانے پر بھی زور دیا گیا تھا، مدارس کے نظام میں جو خرابیاں ہیں ان کو دور کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی تھی، مثلاً یہ کہ مدارس میں شورائی نظام ہو، اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں کا معیار مناسب رکھا جائے، ذمہ داران مدارس اپنے عملے کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، مدارس کا حساب صاف شفاف رکھا جائے، نئے مدرسین کی تدریسی تربیت پر بھی توجہ دی جائے، یہ اور ان جیسے کئی اُمور ہیں جن کا تذکرہ ہر اجلاس کے موقع پر خطبۂ صدارت میں اور خطبۂ صدارت کے بعد کی جانی والی تقریروں میں ہوتا رہتا ہے، یہ اچھی بات ہے کہ ہر اجلاس میں یہ آموختہ دہرایا جاتا ہے، کبھی تو یاد ہوگا اور کبھی تو ممبر مدارس اس پر عمل پیرا ہوں گے، اگرچہ فی الحقیقت یہ تشویش کی بات بھی ہے کہ اتنے سال گزرنے کے باوجود آج بھی مدارس کے ذمہ داروں کو وہ مقاصد یاد دلانے پڑتے ہیں جن کی تکمیل کے لئے رابطہ مدارس کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔

راقم بہت دنوں سے یہ رائے رکھتا ہے اور کئی مرتبہ وہ اپنی تحریروں میں اس کا اظہار بھی کرچکا ہے کہ نام تو اس کا رابطہ مدارس ہی ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر اس کا مقصد صرف رابطہ ہی نہ ہو بل کہ جن اغراض ومقاصد کے لئے اس کا قیام عمل میں آیا ہے ان کی تکمیل بھی ہونی چاہئے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ڈھانچہ پڑوسی ملک کے وفاق المدارس جیسا ہو، میں انتظامی ڈھانچے کی بات نہیں کرتا وہ آپ کیسا بھی رکھیں البتہ وفاق کا جو

تعلیمی نظام ہے اس کو اپنانے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے، جس میں نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کی یکسانیت کے ساتھ ساتھ سالانہ امتحانات کا مشترک نظام بھی شامل ہے، یہ امتحانات وفاق کے تحت تمام مدارس میں بہ یک وقت منعقد کرائے جاتے ہیں، سوالات کے پرچے وفاق کے مرکزی دفتر سے بن کر آتے ہیں اور جوابات کی کاپیاں بھی اسی دفتر کو روانہ کی جاتی ہیں جہاں چنیدہ افراد ان کی جانچ کرتے ہیں، تمام مدارس کا نتیجۂ امتحان ایک ہی وقت میں شائع بھی کیا جاتا ہے، اگر رابطہ مدارس بھی امتحانِ سالانہ کی یہ شکل اختیار کرلے تو بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں، سب سے بڑی بات تو یہ کہ اس سے مطلوبہ استعداد سازی کا بہتر موقع ہاتھ آئے گا، نصاب تعلیم میں جو کانٹ چھانٹ کی جارہی ہے اس پر بھی پابندی لگ جائے گی، مقدارِ خواندگی میں جو کوتاہی ہورہی ہے وہ بھی نہیں ہوگی، معلوم ہوا ہے کہ رابطۂ مدارس کی مجلس عاملہ کے حالیہ اجلاس میں یہ معاملہ اٹھایا بھی گیا لیکن کچھ ایسے مدارس نے اسے چلنے نہیں دیا جو اپنی تعلیمی کمزوریوں پر پردہ ڈالے رکھنا چاہتے ہیں، حالاں کہ اگر مشترک امتحان کا سسٹم لاگو کردیا جائے تو اس سے ممبر مدارس کو یہ فائدہ ہوسکتا ہے کہ ان کے طلبہ داخلہ امتحان کے بغیر دارالعلوم دیوبند میں داخلے کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں، داخلے کے وقت دارالعلوم دیوبند میں جو مارا ماری ہوتی ہے اس سے بھی نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

ملک کے موجودہ حالات کے پس منظر میں مدارس عربیہ کے ذمہ داروں کے لئے ضروری تھا کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور آئندہ کی حکمت عملی طے کریں، رابطے کے حالیہ اجلاس سے اس ضرورت کی تکمیل ہوئی ہے، ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہئے، چند روز قبل ہمارے سلسلے کے مشہور بزرگ اور عالم دین حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندویؒ کے قائم کردہ مدرسے پر جو باندہ کے دور دراز گاوں میں واقع ہے سرکاری ایجنسیوں نے جس طرح یلغار کر کے ذمہ داروں کو خوف و دہشت میں مبتلا کیا اسے مدارس کے لیے چیلنج سمجھنا چاہئے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ایک مشکوک شخص کی تلاش میں پورے مدرسے کو گھیر لیا جائے، یہ کام خاموشی کے ساتھ زیادہ اچھے طریقے پر ہوسکتا تھا، مدرسے کے ذمہ دار ہر حال میں سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ تعاون کرتے، اس صورت میں بھی انھوں نے تعاون کیا ہے، یہ حیرت انگیز بات ہے کہ مدرسے کے ذمہ داروں کو آمد و خرچ کے رجسٹروں کے ساتھ تھانے میں بلایا گیا، آخر مشکوک شخص کی تلاش کا حساب کتاب کے رجسٹروں کے ساتھ کیا تعلق ہے، ویسے بھی یہ کام انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ کا ہے، مجھے نہیں معلوم کہ اس اجلاس میں باندہ کے حالیہ واقعے پر کچھ گفتگو ہوئی یا نہیں، البتہ صدر اجلاس نے اپنے خطبہ صدارت میں علماء کرام اور ذمہ داران مدارس کو اس امر کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا ہے کہ انہیں اپنے مدرسوں کی انتظامی اور فکری آزادی کی بقا کے لئے بیدار اور فکرمند رہنا چاہئے، کیوں

کہ مدارس کا وجود اسی وقت تک ہے جب تک ان کی فکری اور انتظامی آزادی برقرار رہے، یہ بڑا اہم مشورہ ہے اور میرے خیال میں یہ مشورہ ہی اجلاس کا حاصل ہے، مقررین میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے نظام تعلیم کی اصلاح اور طلبہ کی فکری تربیت پر توجہ دینے اور ان میں دینی حمیت پیدا کرنے کا مشورہ دیا، مولانا محمود مدنی نے مدارس کے داخلی نظام کو مضبوط اور محفوظ بنانے کی تلقین کی، مولانا سعید احمد پالن پوری نے ابتدائی تعلیم کو بہتر بنانے کی نصیحت سے نوازا، اور مولانا ارشد مدنی نے کہا کہ مدارس کو برادران وطن سے ربط وضبط بڑھانا چاہئے، شرکاء اجلاس کے لئے یہ تمام مشورے اہمیت رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے، خاص طور پر موجودہ حالات میں ان مشوروں کو حرز جان بنانا وقت کا تقاضا ہے۔

ماہنامہ ''اشرف الجرائد'' کے ممبران کی خدمت میں!

بحمد للہ ماہنامہ بہ پابندیٔ وقت آپ کے نام ارسال کیا جارہا ہے، ہر شمسی ماہ کی ۵ رتاریخ کو محکمۂ ڈاک کے حوالے کردیا جاتا ہے، امید ہے کہ وہ آپ کے گھر پہونچ رہا ہوگا اور آپ اس سے مستفید بھی ہورہے ہوں گے، جن ممبران کی مدتِ خریدی ختم ہوچکی ہے، وہ سالانہ زرِتعاون دفتر کے پتے پر بذریعہ منی آڈر یا بذریعہ اکاؤنٹ ارسال فرمائیں اور دفتر کو بھی ضرور اطلاع دیں، تاکہ آپ کے ماہنامے کی تجدید ہوجائے۔ جن ممبران کو ماہنامہ نہ ملنے کی شکایت ہے وہ اپنے مقامی پوسٹ آفس سے ربط کریں۔ یا دفتر اشرف الجرائد سے ربط کرکے اپنے دیئے گئے پتے کی تحقیق فرمالیں۔

پتہ

Office: Ashraful jaraid(Monthly Magazine)
C/o Idara Ashraful uloom Hyderabad
17-1-391/2, Khaja bagh sayeedabad Colony
Hyderabad-59 T.S.

A/c **035210011034204,** IFSC CODE:**ANDB0000352**
ANDHRA BANK, MALAKPET BRANCH

Email: Ashrafuljaraid2007@gmail.com, Cell: 9866619359

اصلاحِ معاشرہ

ٹی وی سیریل کے ذریعہ طلاق ثلاثہ کو غیر شرعی قرار دینے کی مذموم کوشش

از: مولانا خواجہ نصیر الدین قاسمی*

میڈیا اور ذرائع ابلاغ ـــ ملکی ہوں یا ریاستی ـــ ان کا نفع اور فائدہ اسی وقت ہوتا ہے جب وہ سماج سے برائیوں اور بدعنوانیوں کا خاتمہ کریں، ظلم وزیادتی کے خلاف آواز بلند کریں، قوم کو فائدہ بخش معلومات پہونچائیں، مضر ونقصان دہ چیزوں سے آگاہ کرے؛ کیوں کہ نفرت وعداوت، بغض وحسد پر مبنی اخبارات نیز حیا باختہ ودل آزار نشریات قوموں کی فکر ونظر میں سلامت روی کے بجائے بے راہ روی پیدا کرتی ہیں، امن وامان کے بجائے فتنہ وفساد برپا کرتی ہیں، ایک دوسرے سے ہمدردی واخوت کے بجائے خودغرضی وانارکی کی فضا ہموار کرتی ہیں۔

میڈیا افراد واقوام کی خوبیوں اور کارناموں کو دکھا کر سماج میں ہمت وشجاعت اور قوتِ عمل کی روح پھونکتا ہے اور ان کے مکروہ کردار کو پیش کر کے پست ہمتی، بزدلی اور قوتِ عمل کو مجروح اور کمزور بناتا ہے، یہ میڈیا کا مثبت ومنفی کردار ہے؛ میڈیا جب حقائق کو اپنا مقصود بناتا ہے تو قوم کو اس پر اعتماد ہوتا ہے اور اگر حقائق کو توڑ مروڑ کر کسی خاص ذہن وفکر کی ترجمانی کرتا ہے تو پھر ذرائع ابلاغ کی صداقت داغ دار ہوجاتی ہے، اور قوموں کے اعتماد کو ٹھیس پہونچتی ہے۔

ہمارے ملکی میڈیا نے جب سے ایک آنکھ سے دیکھنا اور جانب داری سے کام لینا شروع کیا ہے تب سے وہ اپنے اصلی اہداف سے ہٹ گیا اور ملک کی گرتی ہوئی معیشت، مکروہ سیاست، تعلیمی واخلاقی زوال، تجارتی وسماجی ناانصافیاں، جرائم وفواحش کا سیل رواں، غریبوں وبے سہاروں کا استحصال، مظلوموں کی آہ وفغاں، اور انسانیت کی اشد ترین ضرورت ''انصاف'' کی رسائی جیسے اہم مقاصد کو چھوڑ کر کسی خاص قوم اور اس کی مذہبیات سے چھیڑ چھاڑ، قوم کے مذہبی تعلیمات پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی سماجی خرابیوں کو منظر عام پر لا کر ساری دنیا میں مذہب کو بدنام کرنے، اور نشانۂ ملامت بنانے پر تُلا ہوا ہے؛ ملک میں بیسیوں اقوام آباد

*استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

ہیں اُنھیں اپنی مذہبی روایات وتعلیمات پر عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے اس کے باوجود اگر کوئی فرد مذہبی اوامر پر عمل میں کوتاہی برتتا ہے تو وہ خود مجرم ہے، لیکن اس عملی تقصیر کو بہانہ بنا کر کسی قوم کی مذہبی تعلیمات کو اس قوم کے حق میں ظلم یا کم از کم غلط باور کرانے کی دنی حرکت کرنا میڈیا کا کام نہیں ہے۔

ٹی وی چینلوں کے نشریاتی پروگرامز نے سماج کو کتنا سدھارا اور کتنا بگاڑا؟ یہ کسی ذی ہوش و باخبر انسان سے مخفی نہیں ہے، ایسا لگتا ہے کہ ٹی وی چینلز کے پاس اب کوئی خاص موضوع اس کے علاوہ باقی نہیں رہا کہ وہ اب اپنی ساری توانائی مذہبیات پر صرف کررہے ہیں بلکہ اُسے اپنا فرضِ منصبی سمجھ رہے ہیں، اور شاید مذہبِ اسلام ہی ان کی اس سیریز میں پہلے نمبر پر ہے، چنانچہ مختلف عنوانوں پر سینکڑوں مسلم کلچرل فلمیں الگ الگ زبانوں میں تیار کی گئیں اور اس میں اسلام کی سادہ صاف تصویر کو بدل کر ایک نئی تصویر ـــــ جو زمانہ کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو ـــــ پیش کی گئی اور مسلم امت کو اسے قبول کرنے کی دعوت دی گئی؛ گویا دوسرے لفظوں میں قومِ مسلم چودہ سو سال قدیم اور ابدی اسلام چھوڑ کر نئے لبرل اسلام کو اپنائے، خود کو نہ بدلے اسلام کو بدل دے۔ العیاذ باللہ

مسلم قوم کی عملی کمزوریوں نے ٹی وی چینلز کو اتنی جرأت اور دیدی کہ وہ احکامِ اسلام کو لے کر ڈی بیٹز کریں اور ایسے سیریلز ٹی وی اسکرین پر لائیں کہ قوم کا مذہبی راہنماؤں اور مذہبی تعلیمات سے اعتماد ختم ہوجائے اور وہ قوم اپنا مذہبی تشخص اور دینی تصور کھو بیٹھے؛ یہ نہایت الم ناک صورتِ حال ہے۔

کچھ عرصے سے ٹی وی سیریلز نے مذاہب میں نفرتوں کی خلیج بڑھادی ہے، تاریخی حقائق کو مسخ کرنے، بے حیائی وعریانیت کو فروغ دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اور جرائم وفواحش کو اقوامِ عرب اور مسلم ناموں سے پیش کرکے ان کی شبیہ بگاڑنے اور اقوامِ عالم میں مسلمانوں کے تئیں غلط تصور قائم کرنے میں زبردست رول ادا کیا، چناں چہ بعض فلموں میں مسلم حکمرانوں کو منفی کردار میں پیش کیا گیا، اور کسی میں خواتین سے متعلق اسلام کے ''حکمِ حجاب'' کو ظلم باور کرایا گیا؛ اور اب زی ٹی وی چینل مذہبِ اسلام اور اس کی سچی تعلیمات کو مسلسل موضوعِ بحث بنا کر اقوامِ عالم کی نظر میں اسلام کو ''تشدد پسند مذہب'' ثابت کرنے کی مذموم حرکت کررہا ہے۔ مثلاً بقرعید کے موقعہ پر قربانی کے جانوروں کے بہتے خون کے مناظر دِکھا کر ٹی وی اینکرز نے ''خالص اسلامی اور مذہبی تہوار'' کو جانوروں پر زیادتی بتایا اور اس پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا، ''فتح کا فتویٰ'' شو شروع کرکے اسلام اور علماءِ اسلام کی خوب اہانت، اور تاریخی حقائق بگاڑنے کی انتھک کوشش کی، اور حالیہ دنوں ''تین طلاق کا مسئلہ'' موضوعِ بحث بنا تو اس نے اس پر ڈی بیٹز کروا کر نسبتاً ایک کم اہم مسئلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جوں ہی کورٹ نے قانونِ شریعت کے خلاف تین طلاق کو کالعدم قرار دیا؛ تب ہی سے علماء وعمائدینِ قوم اور

اُمتِ مسلمہ کے باشعور افراد اور سینکڑوں انصاف پسند غیر مسلم اس فیصلے کے خلاف سراپا احتجاج ہیں اور تین طلاق کو کالعدم قرار دینے کے مضرات ونقصانات سے قوم کو آگاہ کررہے ہیں، ان کی محنتوں اور کاوشوں پر پانی پھیرنے کے لئے ایک قدم اور آگے بڑھا کر زی ٹی وی نے ۱۴/ مارچ ۱۸ء سے ''عشق سبحان اللہ'' نامی ایک سیریل شروع کیا جس کے ذریعہ ''تین طلاق'' کو مسلم عورتوں کے ساتھ ناانصافی اور عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق نہ ملنے کا تصور دیا گیا، اور طلاقِ ثلاثہ کے قرآن وحدیث میں نہ ہونے کا راگ الاپا گیا۔

اس سیریل کی کہانی کا محور ''طلاقِ ثلاثہ کے کتاب وسنت میں نہ ہونے کی وکالت کرنا ہے'' اس بات کو سمجھنے کے لئے مرکزی کردار نبھانے والے اداکار وادا کارہ کے یہ ڈائیلاگس کافی ہیں:

اداکارہ: کیا قرآن وحدیث میں کہیں پر بھی ٹرپل طلاق یعنی تین طلاق کا ذکر ہے؟

اداکار: جی نہیں!

اداکارہ: دنیا کا کوئی بھی مولوی یا اسکالر اُس بات کو اسلام نہیں منوا سکتا جو قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔

مسلم نوجوانوں کی ذہنی سوچ بتانے کے لئے یہ ڈیلاگ بھی رکھا گیا، جب کہ ہر مسلمان کی یہ سوچ نہیں

اداکارہ: اگر آپ کو طلاق کا راستہ چننا پڑے تو آپ کونسا راستہ اختیار کریں گے؟

اداکار: تین طلاق

مرد وزن کے مساویانہ حقوق سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے مرد کو طلاق کا اختیار ملنے پر اعتراض کیا گیا اور اسلامی تعلیمات پر مسلم خواتین کے اعتماد کو ختم کرنے کی مذموم کوشش کی گئی:

اداکارہ: جو رشتہ ہم عورتوں کی اجازت کے بغیر بن نہیں سکتا اُسے آپ مرد ہماری مرضی کے بغیر توڑ کیسے سکتے ہیں؟

قارئین اندازہ کرسکتے ہیں کہ کس طرح اسلامی تعلیمات سے بغاوت کا زہر گھولا جارہا ہے، نہ جانے اس طرح کے کتنے ڈائیلاگس اس سیریل میں ہوں گے جو خلافِ شریعت بلکہ دین کے استہزاء پر مبنی ہیں، اس لئے اس طرح کے شوز پر فوری پابندی عائد ہونی چاہیئے۔

یہ مانا کہ مسلم نوجوانوں میں اپنی بیویوں کو تین طلاق کا نشانہ بنانا روز افزوں ہے، جس کو اسلام بالکل پسند نہیں کرتا اور عورتوں کے حق میں زیادتی ہی مانتا ہے، لیکن کیا اس کا حل یہ ہے کہ ایسا سیریل ٹی وی اسکرین پر لایا جائے جس میں اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے، اور اسلام کی ستھری شبیہ مسخ کی جائے، مظلوم مطلقہ عورتوں کی دادرسی کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی تھی کہ ماہرینِ کتاب وسنت علماءِ امت کو ایک شو میں مدعو کرکے ان

کے ذریعہ امتِ مسلمہ کے نوجوان مردوں اور عورتوں کو ''نظامِ نکاح وطلاق'' سمجھایا جاتا اور قوم کے نوجوانوں کو مذہبی وفطری تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ''تین طلاق'' دینے سے باز رہنے کی تلقین کی جاتی، زوجین کو ایک دوسرے کے حقوق بتائے جاتے ــــ اور بحمد للہ یہ کام مسلم تنظیمیں اور علماء عظام اپنے اسٹیجوں سے مقدور بھر کر رہے ہیں ــــ تو ظلم کی شبِ تاریک سحر ہوسکتی تھی اور مقصد سنجیدگی سے حل ہوجاتا، لیکن ہماری میڈیا سے یہ توقع! ؎

ایں خیال ست ومحال ست وجنوں

آج مسلم سماج کا المیہ یہ ہے کہ اس نے دین کی بنیادی اور ضروری تعلیمات کو نہ ٹھیک سے جانا نہ اپنی زندگی میں اس کو جگہ دینے کی کوشش کی، انجام کار زندگی کی انہی بے اعتدالیوں نے مذہبِ اسلام پر اغیار کو چہ میگوئیوں کا جواز فراہم کیا۔ خیر! اُمت مسلمہ اس سیریل کے دامِ فریب میں نہ آئے، متاعِ ایمان کا سودا نہ کرے، اور اپنے مذہب پر خود اپنے ہاتھوں خنجر نہ چلائے، اس لئے اجمالاً عرض ہے کہ کتاب وسنت میں نہ صرف طلاق بلکہ تین طلاق کا ذکر بھی تفصیل کے ساتھ موجود ہے، (سیریل میں طلاقِ ثلاثہ کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ ہونے کا ڈائیلاگ سفید جھوٹ ہے) بلکہ دورِ جاہلیت کے نظامِ طلاق پر نظر کی جائے تو یہ تین کی تحدید عورت کے حق میں باعثِ رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ

طلاق دو مرتبہ ہے (پھر دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد) خواہ یہ کہ رجعت کر کے عورت کو قاعدے کے مطابق رکھ لے یا (عدت پوری ہونے کے بعد) اچھے طریقے سے چھوڑ دے۔

ایک خصوصی ہدایت دے کر اگلی آیت میں فرمایا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

(سورۂ بقرہ:۲۲۹، ۲۳۰)

پھر اگر کوئی دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دے تو پھر وہ عورت اس تیسری طلاق کے بعد اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک وہ اس خاوند کے سوا (عدت کے بعد) دوسرے شخص کے ساتھ نکاح نہ کرلے۔

بخاری ومسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی، عورت

نے دوسرا نکاح کرلیا، اس شوہر نے بھی طلاق دے دی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کیا یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں! تاوقتے کہ دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح لطف اندوزِ صحبت نہ ہو، پہلے کے لئے حلال نہ ہوگی۔ (بخاری:۵۲۶۱)

یہ ایک آیت اور ایک حدیث طلاقِ ثلاثہ کے قرآن وحدیث میں ہونے کے ثبوت کے لئے کافی ہے ورنہ اس کے علاوہ اور احادیث بھی اس مسئلہ کی وضاحت میں موجود ہیں۔

دوسرے یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ اسلام نے ہر مسلمان کو تین طلاق دینے کی ترغیب نہیں دی بلکہ نہایت ناگوار حالت میں اختیار کئے جانے والے ضابطۂ طلاق کو بھی ''ابغض الحلال الی اللہ الطلاق'' (یعنی اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ مباح کام طلاق ہے) کہہ کر روکنے کی کوشش کی ہے، بلکہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحتاً اس سے منع کیا ہے، سنن ابوداؤد کی روایت ہے: ''تزوجوا ولا تطلقوا فان الطلاق یھتز لہ عرش الرحمن'' نکاح کرو مگر طلاق نہ دو اس لئے کہ طلاق سے اللہ کا عرش ہل جاتا ہے۔

تیسری بات یہ ذہن میں رکھنے کی ہے کہ اسلام نے ایمانیات، عبادات، اخلاقیات، معاشرت ومعاملات تمام امور میں مرد وزن کو احکام کا یکساں پابند کیا ہے البتہ بعض معاملات میں مرد کو عورت پر فضیلت وبرتری عطا کی ہے، چناں چہ عورت پختگیٔ ایمان، پابندیٔ اعمال، حسنِ سیرت واخلاق، بہترین معاشرت اور صفائی معاملات میں مرد کے برابر تو کیا، اپنی جہد وسعی سے اس سے آگے بڑھ سکتی ہے اور فضل وکمال کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوسکتی ہے؛ لیکن بعض معاملات میں مرد کو جو ایک درجہ فضیلت دی گئی ہے وہ اس کی اختیاری نہیں بلکہ عطائی ہے، وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ (سورۂ نساء:۳۲) تم ایسے کسی امر کی تمنا مت کرو جن میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت دی ہے۔

ازدواجی وعائلی زندگی ایک چھوٹی سی مملکت ہے، ظاہر سی بات ہے کہ مملکتی امور کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ دی جائے گی جو قوی الہمۃ، نہایت فہیم وذکی ہو، صبر آزما حالات میں کوہِ استقلال ہو، مشکل وادیوں اور گھاٹیوں میں راہ کُشا ہو۔ عقل وفہم اس کی شہادت دیتی ہے کہ یہ صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے عورت کی بہ نسبت مرد میں زیادہ رکھی ہے، اسی لئے نان نفقہ کی ذمہ داری اسی پر ڈالی گئی ہے، اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (سورۂ نساء:۳۴) (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی اور اس سبب سے بھی کہ مردوں نے عورتوں پر اپنے مال خرچ کئے۔) اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو حقوق کی ادائیگی کا برابر ذمہ دار ٹھہرایا، پھر فرمایا: وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ (البقرۃ:۲۲۸) مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔۔۔ اب آپ فیصلہ کیجئے کہ

جب عورت خلقۃً صنفِ نازک، کم فہم، مشکل حالات وحوادث سے بہت جلد متاثر ہونے والی ہے اور اہم امور میں فیصلہ لینے میں دوسروں کی محتاج ہے ایسے میں اگر اُسے بھی مرد کے برابر طلاق کا اختیار دے دیا جائے تو بہت جلد رشتۂ نکاح ختم ہو جائے گا، اور اپنی عفت وعصمت کی حفاظت میں وہ ناکام ہو جائے گی، اور اُسے ہوَس کے ہاتھوں بھینٹ چڑھنے میں دیر نہیں لگے گی، کیوں کہ وہ کس کس سے کہے گی کہ مجھ سے نکاح کرلو یا میرا نکاح کرادو، جبکہ معاشرہ کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی بہت جلد بیوہ ہو جائے یا مطلقہ ہو جائے تو اُسے نکاح کے بندھن میں باندھنے تیار نہیں اور وہ فریاد کر کر کے تھک ہار جائے اور کہیں خود رشتہ طئے کرلے تو پھر خاندان کے طعن وتشنیع سننے کو تیار رہے، نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن، اس صورت حال کو سامنے رکھ کر کون عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام نے طلاق کا اختیار مرد کو دے کر عورت پر زیادتی کی، جب کہ مرد کو طلاق کے باب میں مختار بنانے کے باوجود اُسے ایسی ہدایات میں جکڑ دیا کہ وہ اختیارِ طلاق کا بے جا استعمال نہ کر سکے اور اگر مرد واقعی زیادتی کرنے لگے تو عورت کو اس کے چُنگل سے نکلنے کے لئے خلع اور فسخِ نکاح کا راستہ باقی رکھا۔

معلوم ہوا کہ اسلام نے نہ مرد کو مختارِ کُل اور بے مُہار چھوڑا نہ عورت کو مظلوم ومقہور بنایا کہ تاحیات ظلم کی چکی میں پستی رہے، اسلام کا ضابطہ طلاق عادلانہ ہے ظالمانہ نہیں، یہ موضوع تفصیل طلب ہے یہاں نہایت اجمال سے کام لیا گیا، اس لئے راقم الحروف علماء وائمہ خطباء وواعظین سے اپیل کرتا ہے کہ اس موضوع کو قوم کے سامنے تفصیل سے بیان کریں اور امت کی بھرپور راہنمائی کریں، ساتھ ہی ساتھ ٹی وی پر آنے والے اسلام مخالف شوز کے دجل وفریب سے آگاہ کریں۔

اربابِ اقتدار اور عمائدین قوم سے گذارش ہے کہ اس شو کو قانونی چارہ جوئی کر کے جلد از جلد بند کرایا جائے، ورنہ خدشہ ہے کہ بے لگام میڈیا اپنی آنکھ میں چبھتے ہوئے اسلام کے ایک ایک فطری حکم کو موضوعِ مذاق بناتا رہے گا اور قومِ مسلم اُسے دیکھ دیکھ کر دین سے دور اور علماءِ امت سے مزید بے اعتماد ہوتی جائے گی، اور ان کا اسلام سے رہا سہا تعلق بھی ختم ہو جائے گا۔

امت مسلمہ سے دردمندانہ اپیل ہے کہ آپ نے جس مذہب اور دین کو اختیار کیا ہے وہی قابلِ قبول اور فطری مذہب ہے اس پر عمل آوری ہی میں اسلام اور امتِ مسلمہ کا تحفظ ہے، خدارا! اس دورِ پُرفتن میں قلادۂ اسلام اپنے گلے سے نہ نکالئے، یہ وہ خلعت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو دی ہے، دشمنانِ اسلام اس خلعت کو ہم سے چھیننا چاہتے ہیں، آپ تہیہ کیجئے کہ کسی بھی قیمت پر اسلام سے دامن نہ جھاڑیں گے، نعمتِ اسلام کی دل وجان سے قدر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر وہمت سے کام لینے اور اسلام پر جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اصلاحِ معاشرہ

طلاق ایک ناگوار وقتی ضرورت

از: مولانا محمد کبیر الدین قاسمی*

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نسل انسانی کی بقاوفروغ کے لئے مرد وزن کے درمیان ازدواجی رشتہ قائم کیا ہے، نیز انسانی معاشرہ میں حیاو پاک دامنی عام کرنے اور حیوانی طریقے سے جنسی خواہش کی تکمیل سے باز رکھنے کے لئے دو اجنبی مرد وعورت کے مابین نکاح کا پاکیزہ طور طریقہ رائج کیا ہے؛ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ (سورۂ فرقان)

اللہ وہ ہستی ہے جس نے انسان کو قطرہ منی سے پیدا کیا پھر اس میں نسبی قرابت اور دامادی رشتہ قائم کیا تیرا رب ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

خلاقِ عالم کی قدرت کا ہی کرشمہ ہے کہ جب مرد وزن جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں تو دونوں میں ازدواجی تعلق اور دامادی کا رشتہ کی امنگ انگڑائی لیتی ہے، ایسی امنگ کی تکمیل کے لئے (جس پر نسلِ انسانی کی بقا وارتقا موقوف ہے) دونوں کو شتر بے مہار کی طرح آزاد نہیں چھوڑا جاسکتا ہے اس لئے اللہ رب العزت نے نکاح کے کچھ ضروری اصول وضوابط مقرر کیا ہے اور آداب واطوار کی تعلیم دے کر ان کو پابند کیا ہے، ان پابندیوں میں سے ایک پابندی یہ ہے کہ جب نکاح کیا جائے تو عاقدین (نکاح کرنے والے مرد وعورت) کے لئے یہ ضروری ہے کہ نکاح ہمیشہ قائم ودائم رکھنے کی نیت سے کرے، کچھ خاص وقت اور متعین یا غیر متعین مدت کے لئے عقد نکاح نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ (سورۂ نساء: ۲۴)

ان مذکورہ محرمات کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کردی گئی ہیں، اس طرح کہ تم ان کو اپنے اموال کے بدلے (یعنی مہر دے کر) خود کو پاک دامن رکھنے کے لئے حاصل کرو نہ کہ زنا کرنے کے ارادے سے۔

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

اس آیتِ شریفہ کے ضمن میں تفسیر قرطبی میں مختلف نوعیت کے چودہ مسائل ذکر کئے گئے ہیں، ان میں سے **محصنین غیر مسافحین** کی تفسیر کرتے ہوئے قلم بند کرتے ہیں کہ عورتوں سے منفعت اپنے اموال کے بدلے تعفف اور پاک دامنی کے ارادے سے طلب کرو، سفاح وزنا کا ارادہ نہ کرو، چنانچہ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ عورتوں سے نکاح ہمیشہ اپنی زوجیت میں رکھنے کی نیت سے کیا جائے، کچھ خاص وقت کے لئے یا محض تمتع اور لطف اندوزی کے لئے نہ کیا جائے، جسے شریعت کی اصطلاح میں نکاحِ موقت اور نکاح متعہ کہا جاتا ہے چوں کہ ان دونوں نکاحوں میں دوام وبقا کی نیت نہیں ہوتی ہے اس لئے یہ نکاح حرام ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے نکاح میں انیک خصوصیات کا لحاظ کیا ہے ان خصائص کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ''الموسوعة الفقهية'' میں مرقوم ہے ذهب الفقهاء الى ان النكاح عقد مؤبد لا يقبل التوقيت فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ نکاح ایسا دائمی عقد ہے جو مخصوص وقت کی تعیین کو قبول نہیں کرتا ہے، اس لئے بوقتِ عقدِ نکاح عاقدین (دُلہا اور دُلہن) کے لئے یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ تاحیات اس رشتہ کو استوار رکھیں گے۔

اس طویل تمہیدی باتوں سے غرض یہ ہے کہ مذہب اسلام میں نکاح دائمی ازدواجی تعلق اور اصولی بنیادوں پر قائم رشتے کا نام ہے، فی زمانا مسلمانوں میں طلاق کا واقعہ بذات خود زیادہ پیش آرہا ہے اگرچہ اِس کثرت طلاق کے باوجود دیگر اقوام کی نسبت سے ابھی بھی شرح طلاق کم ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ ناقبت اندیش مسلمانوں کے غیر ذمہ دارانہ انداز سے طلاق دینے اور کورٹ، کچہری و پنچایت کرنے سے اسلام دشمن طاقتوں کو کیچڑ اچھالنے کا بھرپور موقع ہاتھ آتا ہے ہم ان لوگوں سے کیا گلہ شکوہ کریں جو ہیں ہی اسلام دشمن، ہمیں شکوہ ان نوجوانوں سے ہے جو مستقبل پر نظر رکھے بغیر انجام میں غور وفکر اور حالات کا جائزہ لئے بغیر اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اسلامی آداب واحکام سے صرف نظر کر کے طلاق دے دیتے ہیں، ایسے نامناسب اور نامعقول طریقہ طلاق سے میڈیا کو گلہ پھاڑ پھاڑ کر چیخنے اور پکارنے کا موقع ملتا ہے کہ مذہب اسلام میں رشتہ نکاح ایک کھیل ہے جب چاہو کھیل لو اور جب چاہو کھیلنا چھوڑ دو، پھر صنف نازک کے ساتھ ناانصافی، عدم مساوات کا الزام شروع ہوجاتا ہے حتی کہ اسلامی قوانین نکاح وطلاق کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا جانے لگتا ہے، اس لئے اس سلسلے میں اسلامی احکام اور ہدایات کا جاننا بے حد ضروری ہے۔

پہلی ہدایت: اسلام یہ چاہتا ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان علیحدگی نہ ہو اور یہ رشتہ ہر نشیب وفراز، اونچ نیچ، خوشگوار نا خوشگوار حالات کو سر کرتے ہوئے زندگی کی آخری سانس تک باقی رہے، اس لئے اسلام نے مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''**وعاشروهن بالمعروف**'' کہ ان کے ساتھ خوبی وعمدگی سے رہو، ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ

اپنے پڑوسی کو نہ ستائے اور عورتوں کے بارے میں خیر وبھلائی کے حکم کو قبول کرلے، اس لئے کہ ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور سب سے زیادہ تیڑھی پسلی تمام پسلیوں میں اوپر کی ہوتی ہے، اگر تم ان کو سیدھا کرنے لگو تو توڑ دو گے، اور اگر چھوڑ دو گے تو برابر ٹیڑھی رہے گی، تو تم لوگ عورتوں کے حق میں میری وصیت کو مان لو۔ (صحیح بخاری)

اور مسلم شریف کی روایت میں یہ زیادتی ہے پسلی توڑنا طلاق دینا ہے۔ (بخاری ومسلم) اسی طرح محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں کے بارے میں جن میں اخلاقی اقدار کا فقدان ہوتا ہے، شوہروں کو ترک تعلق اور علیحدگی سے منع کرتے ہوئے فرمایا ''ولا یفرک مومن مومنة ان کرہ منها خلقا رضی منها اٰخر'' (رواہ مسلم) حضرت ابوہریرہؓ اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن شخص ایمان والی عورت کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی کوئی عادت ناگوار ہو، تو اس کے کسی دوسری خصلت سے وہ خوش ہوگا، اس قسم کی احادیث کی شرح کرتے ہوئے شارح مسلم امام نوویؒ راقم ہیں۔ ان احادیث میں عورتوں کے ساتھ ملاطفت اور نرمی کرنے، حسن سلوک کرنے اور عمدہ اخلاق سے پیش آنے، ان کی کج خلقی اور نقصان عقل پر صبر کرنے کی مردوں کو ترغیب دی گئی ہے اور اس جانب بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ طلاق کو ناگوار جانے اور عورتوں کی استقامت ودرستگی کی امید نہ رکھے۔

یہ آئینہ کا ایک رخ ہے اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں پر اپنے شوہروں کی اطاعت کو لازم کیا ہے اور ان کی اطاعت پر جنت تک کی بشارت دی گئی۔ ارشاد فرمایا: لو کنت اٰمر احدا أن یسجد لا حد لا مرت المرأة ان تسجد لزوجها۔ (رواہ الترمذی) کہ اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو ضرور میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کریں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ: جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، ماہ رمضان کا روزہ رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس عورت سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (رواہ احمد)

یہ اور اس قسم کی احادیث شریفہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بیویوں کو ان کے شوہروں کی اطاعت پر برانگیختہ کیا جائے اور وہ اپنے شوہروں کی فرمانبردار رہ کر زندگی گزارے، ان کی ہر بات اپنے بات پر اور ان کی ہر خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم رکھے تاکہ زندگی کے ہر لمحے میں شیرینی ومٹھاس کا مزہ رہے، وہ کڑواہٹ اور بدمزگی قریب نہ آئے جو اختلاف کا سبب بنتی ہے اور اختلاف بحث وتکرار کا ذریعہ بنتا ہے جس کا انجام طلاق ہوتا ہے۔ ایسے حکم خداوندی کا تعجب خیزی تو دیکھئے کہ مرد وعورت ان احکام پر عمل کر کے زندگی تو اپنی جنت نما بنائیں گے، مزید برآں آخرت میں اجر عظیم بھی ملے سبحان اللہ۔

بہر حال! مذہب اسلام مسلمان زن وشوہر کے درمیان محبت والفت کے ساتھ نباہ چاہتا ہے، ہرگز علاحدگی نہیں چاہتا۔

دوسری ہدایت: لیکن مرد وعورت دو علیحدہ گھروں کے تربیت یافتہ ہوتے ہیں، دونوں کا نشوونما جداگانہ طریقے پر ہوتی ہے، مزاج ومذاق کا اختلاف ہوتا ہے، رہن، سہن، چال وچلن سوچ وفکر سب جدا جدا ہوتے ہیں، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ دونوں کی طبیعت میں یکسانیت ہو اس لئے میاں بیوی میں ناچاقی وناا تفاقی پیدا ہوجانا عین ممکن ہے باوجود یکہ مذہب اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ دونوں شیر وشکر کی طرح رہیں، لیکن اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ طلاق دے دی جائے اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اسلام تو چاہتا ہے کہ نزاع ختم ہو اور دونوں میں صلح وصفائی ہوجائے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ایک مرتب ہدایت جاری فرمائی ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾

(سورۂ نساء)

کہ وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تم کو قوی اندیشہ ہے تو ان کو نصیحت کرو اور انہیں بستروں میں علیحدہ چھوڑ دو اور ان کی تادیب کرو پھر اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں تو تم ان پر ظلم کی کوئی سبیل نہ ڈھونڈو، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے درجے والا اور بڑی شان والا ہے۔

اس آیت شریفہ میں اللہ جل شانہٗ نے بیوی کے ناشزہ ونافرمان ہونے کی صورت میں چار باتوں کی تعلیم دی ہے۔(۱) پہلی بات یہ کہ عورتوں کو نصیحت کی جائے کہ رب کائنات نے مردوں کو ان پر فضیلت دی ہے، ایک گونا بلند مقام عطا کیا ہے، اور قوام وناظم الامور بنایا، اس لئے شوہر کے حکم کی اطاعت کی جائے، روگردانی نہ کی جائے، ہاں اگر شوہر اپنی بیوی کو معصیت کا حکم دے تو اس کی فرمانبرداری نہ کی جائے۔

(۲) اگر وعظ وپند کام آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ دوسرا درجہ یہ ہے کہ مرد عورت کا بستر چھوڑ دے، جس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مرد عورت سے علاحدہ سوئے اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے مرد عورت کے بستر پر ہی سوئے لیکن اپنا رخ دوسری جانب کرلے جیسا کہ مفسرین کرام نے بیان کیا (تفسیر قرطبی) یقیناً یہ عمل اطاعت گزار اور غمگسار بیوی کے لئے ناقابل تحمل ہوگا اور اپنے شوہر سے تعلق استوار کرے گی۔

(۳) مذکورہ طریقہ بے سود ہوجائے تو آخری طریقہ تادیب کا ہے یعنی ضرب اور مار کا، اگرچہ آیت شریفہ

میں ضرب کا لفظ ہے، جس کے معنی مارنے کے ہیں لیکن ہمارے عرف میں مار کا مطلب کچھ غلط بھی نکالا جا سکتا ہے اس لئے اس کا ترجمہ تادیب سے کر دیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے ہادی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہی ہمارے لئے کافی وشافی ہے، حضرت عمرو بن الاحوص ؓ سے روایت ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور وعظ وتذکیر فرمائی: اسی دوران فرمایا: خبردار! عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو اس لئے کہ وہ تمہارے پاس اسیر وقیدی کی طرح ہیں، تم ان کے کسی چیز کا مالکانہ اختیار نہیں رکھتے ہو، الا یہ کہ کسی ناگوار چیز کا ارتکاب کر لیں تو تم ان کا بستر الگ کر دو اور ان کو مارو جو سخت نہ ہو، پھر اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں تو ان پر ظلم کی کوئی راہ تلاش مت کرو۔ (الترمذی)

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس عنہما سے دریافت کیا کہ ضرب غیر مبرح یعنی جو مار سخت نہ ہو کسے کہتے ہیں تو فرمایا: جو مار مسواک اور اس جیسی چیزوں سے ہو۔

(۴) اس تنبیہ کے بعد اگر راست پر آجاتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مردوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے بعد تم بیویوں پر ظلم کی راہ تلاش مت کرو، اس طرح کہ اختلاف کے بعد حسن معاشرت کا برتاؤ نہ کرو، دل میں کدورت رکھ کر زچ کرنے کی فکر میں رہو وغیرہ۔ جاری۔۔۔۔۔

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں!

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرورت سے فارغ ہوئے اور فارغ ہونے کے فوراً بعد مٹی سے تیمم کرنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چند قدم کے فاصلہ پر پانی رکھا ہوا ہے؟ (وضو کے لئے پانی تیار ہے؟ آپ تیمم کیوں کرنے لگے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ابن عباس ؓ! میں جانتا ہوں کہ پانی وہاں رکھا ہوا ہے، مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اگر میں وہاں تک پہنچ گیا تو پانی استعمال کر کے وضو کر لوں گا لیکن) مجھے پتہ نہیں کہ میں پانی تک پہنچ بھی پاؤں گا یا نہیں؟ (مسند احمد: ۱/۲۸۸)

یعنی ہوسکتا ہے کہ پانی تک پہونچنے سے پہلے اللہ کی طرف سے بُلاوا آجائے، تو کم از کم تیمم کی وجہ سے طہارت اور پاکی تو رہے گی!!۔

فکرِ آخرت

مومن اور قید خانہ

از: مولانا سید عادل حقانی قاسمی*

یہ دنیا فانی ہے ختم ہونے والی ہے اور اس کی تمام رونقیں اور سرسبزی وشادابی، دل فریبی ودل لگی، مال ودولت، عیش وتنعم سب ایک دن ختم ہوجائیں گے بلکہ اس دنیا کی حیثیت اللہ کے نزدیک مچھر کے ایک پَر اور پانی کے ایک قطرے کے برابر بھی نہیں اور بکری کے مرے ہوئے سڑے ہوئے بچہ سے بھی کم ہے۔

دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب رحمتِ خداوندی سے محروم ہے سوائے چند کے، دنیا اور دنیا کی مال ودولت کو مقصود اور مطلوب بنانا اپنی آخرت کو خراب وبرباد کرنا ہے اور بسا اوقات دنیا کی ہوس اور اس کی مال ومتاع آدمی کے دین کو اس قدر نقصان پہنچاتے ہیں جتنا کہ دو بھوکے بھیڑئے بکریوں کے ریوڑ کو بھی نقصان نہیں پہنچاتے، یہ دنیا کی ہَوس اور اس کی چاہت آدمی کو اس قدر بے تاب کردیتی ہے کہ آدمی موت کے قریب نزع کی کیفیت میں پہنچ جاتا ہے مگر اس کے دل میں دنیا کی چاہت برابر باقی رہتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی مسافر یا پردیسی رہتا ہے یعنی مسافر اور پردیسی سفر میں اپنے لئے بڑے لمبے چوڑے انتظامات نہیں کرتا بلکہ سفر کے مناسب بقدر ضرورت سامان ساتھ لے کر چلتا ہے اسی طرح ہم کو بھی دنیا میں جینے کے لئے بقدر ضرورت سامانِ زندگی اپنا کر جینا چاہئے اور ہمیشہ فکر آخرت میں لگے رہنا چاہئے! ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو نصیحت کرتے ہوئے اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ: یہ دنیا تو مومنین کے حق میں جیل خانہ ہے۔ یعنی قیدی جیل خانے میں ہر معاملہ میں دوسروں کے حکم کے تابع اور مطیع ہوتا ہے اور اس میں اپنی مرضی سے خوشی خوشی رہنا پسند نہیں کرتا؛ بلکہ ہر لمحہ اس کے دل میں جیل سے آزاد اور رہا ہونے کی آرزو اور فکر رہتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح مؤمنین کو چاہیئے کہ وہ دنیا میں اپنے ہر معاملہ میں ــــ خواہ وہ دین سے متعلق ہو یا معاملات سے متعلق ہو یا معاشرت سے، اخلاق وآداب سے متعلق ہو یا کسی بھی سماجی مسئلے سے ــــ قیدی کی طرح اللہ اور اس کے رسول کے تابع اور مطیع رہیں، اور دنیا کے دل فریب ودل رُبا مناظر میں اور ان کی

*استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

جاذب نظر اور پر کشش مناظر سے دل نہیں لگانا چاہیئے، مال ومتاع کو اپنا مقصود ومطلوب بنا کر دنیا میں پھنسنے کے بجائے ہمیشہ فکرِ آخرت میں لگے رہیں، حقیقت میں انسان کے لئے وہی ہے جس کو اس نے کھا کر ختم کر دیا، یا پہن کر پرانا کر دیا، یا صدقہ خیرات کر کے اپنی اگلی زندگی کے لئے Save کرلیا اور باقی اس کے مرنے کے بعد جو کچھ ہوگا وہ اس کا نہیں ہوگا بلکہ شرعی دستور کے مطابق اس کے ورثاء میں تقسیم ہوجائے گا، اس لئے مومنین کو چاہیئے کہ اپنے لئے دنیا میں بقدر ضرورت رکھ کر آخرت اور وہاں کی لامحدود ولافانی زندگی کے لئے ذخیرہ اندوزی کی فکر میں رہیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد فرشتے کہتے ہیں ماقدم یعنی اس نے اپنے لئے آگے کیا بھیجا ہے؟ اور لوگ کہتے ہیں ما خلف یعنی اس نے اپنے پیچھے کیا چھوڑا ہے؟ بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اور جس قدر ہو سکے دنیا کو اپنا مطلوب اور مقصود بنانے سے احتراز کریں اور بچتے رہیں، نیز مال ودولت کا بقدرِ ضرورت حاصل ہوجانا یہ دنیا میں بھی بہتر ہے، اور آخرت کے محاسبے اور محشر کی سختیوں اور تنگیوں سے بھی امن وامان کا باعث ہے، پل صراط کی دشوار گزار گھاٹیوں کو آسانی سے عبور کرنے میں بھی معاون ومددگار ہے، اور جنت میں دخولِ اوّلی کا بھی سبب وذریعہ ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج اور صحابہؓ کا طرزِ عمل بھی یہی بتلاتا ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مطلوب ومقصود نہیں رکھتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اختیار سے خود مسکنت کو پسند فرمایا، اس کی دعا مانگی ہے اور اپنی امت کو بھی اس کی تعلیم وترغیب دی ہے۔

لیکن آج امتِ مسلمہ کے بڑے طبقہ کا حال اس کے برعکس نظر آتا ہے، دنیا کی زندگی کو اصل اور یہاں کی فانی لذتوں اور نعمتوں کو باقی اور دائمی تصور کرنے لگے ہیں، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال کر بے خوف زندگی بسر کرنا عام معمول بن چکا ہے اور فکرِ آخرت سے یکسر غافل ہوکر آزادانہ زندگی گزارنا کوئی گناہ نہیں رہ گیا ہے، جب کہ اس کی حقیقت ایک عیب دار مرے ہوئے سڑے ہوئے بکری کے بچہ سے زیادہ نہیں ہے۔ اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ اور عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ آمین

احسن المجالس

دین وسیلہ اور ذریعہ ہے اللہ تک پہونچنے کا!

مدرسہ احسن المدارس نظام آباد میں منعقدہ حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہٗ کی ماہانہ اصلاحی مجلس کے چند اقتباسات جسے مولانا محمد عبدالقیوم شاکر قاسمی مدرس مدرسہ مظہر العلوم نظام آباد نے قلمبند کر کے قارئینِ اشرف الجرائد کے لئے روانہ کیا ہے۔ از: مرتب غفرلہٗ

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے تقویٰ اختیار کرنے اور اس کی ذات عالی تک پہونچنے اور راہ خدا میں آنے والے مصائب پر مجاہدات کرنے کا حکم دیا ہے، جس کام کو کرنے کی جتنی طاقت اور ہمت ہے وہ مکمل استعمال کرے اسی کو مجاہدہ کہتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر بندہ کو دین پر عمل کرنے اور احکامات خداوندی پر چلنے کی ہمت وصلاحیت دی ہے بس انسان عزم وارادہ کر کے استقامت کے ساتھ جمارہے کہ میں کسی بھی حال میں دین وشریعت کے خلاف کوئی عمل نہیں کروں گا اللہ ورسول کے احکامات کے مطابق اپنی زندگی کو بناؤں گا، اور اسی نیت وارادہ سے کام شروع کر دے تو مددِ خدا ونصرتِ الٰہی خود بخود اس کے ساتھ ہو جاتی ہے، وہ یقیناً کامیاب ہو جائے گا۔

فرمایا: ارادہ کا تعلق دل سے ہے جسم وبدن سے نہیں، انسان خواہ کتنا ہی لاغر اور نحیف کیوں نہ ہو اگر ارادہ مضبوط ہو تو ہر کام سہل اور آسان ہو جاتا ہے حضرات صحابہ کرامؓ کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا کہ وہ کسی سے سوال نہ کریں تو صحابہؓ نے ارادہ کر لیا کہ آج کے بعد کسی سے سوال نہیں کریں گے اور اس ارادہ پر اتنے جمے رہے کہ سوال تو درکنار صورتِ سوال سے بھی گریز کرتے تھے حتیٰ کہ اگر کسی صحابیؓ کی سواری کا کوڑا اور نکیل گر جاتی تو خود اتر کر اس کو اٹھایا کرتے تھے، حالاں کہ دوسروں سے مانگ کر حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کر لیا اور ارادہ کر لیا تھا کہ کسی سے سوال نہیں کریں گے اور اس ارادہ پر جمے رہے مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ صحابہؓ کے نقش قدم پر چلیں۔

آج بھی ایسے قابل رشک لوگ دنیا میں موجود ہیں جو اپنے مضبوط ارادوں پر جمے ہوئے ہیں۔ایک صاحب نے اپنے والد کی نصیحت کے مطابق 9 / سال کی عمر میں سورہ یٰسین یاد کیا اور روزانہ بعد فجر پڑھنے کا عزم کیا اور آج 70 / برس کے ہو گئے اپنے اس ارادہ پر جمے ہوئے ہیں، اس عمر میں بھی ان کا یہ معمول کبھی ترک نہیں ہوتا۔

ایک 19 / سالہ نوجوان پانچ وقت کی نماز پڑھتے اور درس قرآن میں شرکت کرتے تھے اس وقت ان سے خواہش کی گئی کہ ماشاءاللہ آپ نمازوں اور درس قرآن کی پابندی تو کر رہے ہیں اگر تھوڑی ہمت اور کر کے روزانہ دو رکعت ہی سہی تہجد کی نماز بھی پڑھ لیں تو اللہ آپ سے خوب راضی ہو جائے گا تو انہوں نے اس وقت عزم کر لیا اور ارادہ کر لیا کہ آج سے پڑھوں گا، اللہ نے ان کی مدد فرمائی، آج وہ 50-55 / سال سے زائد عمر کے ہیں ان کی کبھی تہجد فوت نہیں ہوئی۔

فرمایا: ہر مومن مرد اور عورت کو چاہیے کہ وہ خود اپنی ذات میں اللہ اور رسول کی اطاعت پیدا کر لیں، دین کے راستہ پر چلنے کا ارادہ کر لیں کیوں کہ اسی راستہ سے ہم اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہونچ سکتے ہیں؛ بہت سے مسلمان تہجد تو درکنار فرض نمازوں سے بھی غفلت برتتے ہیں، نمازوں میں بھی بطور خاص نمازِ فجر کے سلسلہ میں جو حالت ہم ایمان والوں کی ہوتی جارہی ہے وہ انتہائی تشویش ناک اور دکھ بھری ہے، حلاں کہ اگر بندہ نماز فجر پڑھ لے تو شام تک وہ اللہ کے حفظ وامان میں رہے گا، معاملات، کاروبار، معاشرت اور گھریلو زندگیاں اُجڑنے سے بچ جائیں گی۔آج امت کا اکثر و بیشتر طبقہ اپنے کاروبار اور تجارت ومعاشرت کے حوالہ سے شکوہ کناں ہے، بے برکتی کا رونا روتے ہیں، حالات کے شکار ہونے کی شکایات کرتے ہیں۔اللہ کے نبی ﷺ نے اس کا جو علاج بتایا ہے اس کو اپنانے کے لئے تیار نہیں ہے، امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث نقل فرمائی کہ مومن جب رات کو آرام کرتا ہے اور محو خواب ہو جاتا ہے تو آدھی رات کے بعد ابلیس اس کے پاس آکر ''علیك لیل طویل أرقد'' (یعنی رات ابھی لمبی ہے سو جاؤ) کا منتر پڑھ کر اس سونے والے کی گدی کے بالوں میں 3 گرہ لگا دیتا ہے اللہ کے نبی نے فرمایا کہ وہ مومن بندہ اگر نیند سے بیدار ہوتے ہی اللہ کا نام لیتا اور ذکر کر لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وضو کر لیتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور خواص میں سے ہے تو دو رکعت نماز تہجد فجر سے قبل پڑھ لیں اور عوام الناس ہوں تو دو رکعت نماز فجر کی سنت پڑھ لیں تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ مومن بندہ مکمل دن خوشحالی اور ہر طرح کی مدد الٰہی ونصرت خداوندی کے ساتھ خوش قسمت بن کر زندگی گزارتا ہے اور اگر خواب غفلت ہی میں رہ جائے اور نماز فجر کو ترک کر کے سوئے رہتا ہے تو ابلیس آکر اپنی

کامیابی پر خوش ہوتے ہوئے اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے جو اس بندہ کے رگ وریشہ میں حلول کر جاتا اور پورے بدن میں سرایت کر جاتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب یہ بندہ شام تک کی زندگی اسی ناپاکی کے ساتھ گزارتا ہے اور حکم الٰہی کو ترک کرنے کی پاداش میں بدقسمتی اور بے برکتی اس کا مقدر بن جاتی ہے.... اصبح نشیطا طیب النفس و الا فاصبح خبیث النفس کسلان

آج قوم مسلم اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر کے اپنی ذاتی زندگی اور کاروبار و دیگر معاملات کو اسی طرح تباہ و برباد کر رہی ہے، ان سب کے باوجود ہم اللہ کی ذات سے برکت کی امید کر رہے ہیں جو ناممکنات میں سے ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ خواہ کتنے ہی تھکے ماندے کیوں نہ ہوں، کتنی ہی مصروفیات و مشغولیات سے وابستہ ہوں پانچوں نمازوں کو اہتمام سے ادا کرنے کی فکر کریں اسی کو مجاہدہ کہتے ہیں اور اسی کا مطالبہ اللہ اپنے بندوں سے فرما رہے ہیں تاکہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب و کامراں ہو جائیں۔

اللہ پاک توفیق عمل نصیب فرمائے۔

لنگی ٹخنوں سے لٹکانے کی وجہ سے یہ سزا ملی تھی!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج مجلس میں اپنے جانثاروں کو پچھلی اقوام میں سے ایک شخص کا عبرت انگیز واقعہ سنایا، فرمایا: پچھلے زمانے کا ایک شخص اس وقت سے آج تک برابر زمین میں دھنستا جا رہا ہے، اس کو ٹخنے سے نیچے تکبر کی وجہ سے لنگی لٹکانے کی وجہ سے یہ سزا ملی تھی، وہ شخص قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔ (بخاری: کتاب بدء الخلق: ۳۴۸۵)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جتنا حصہ ٹخنے سے نیچے لٹکا رہے گا اتنا حصہ جہنم میں جائے گا۔

اور جو شخص گھمنڈ سے اپنی لنگی یا پاجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔ (بخاری: کتاب اللباس: ۵۷۸۸، ۵۷۸۷)

(ماخوذ: از مجالس نبوی، ص: ۱۵۶ مرتبہ: مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی)

فقہ وفتاویٰ

آپ کے شرعی مسائل

ادارہ

وضو یا غسل کے وقت دانت میں پان کے ریزے یا سُپاری کے ٹکڑے رہ جانے کا حکم

سوال: اگر کسی کے دانت میں پان کے ریزے یا سُپاری کے ٹکڑے اٹکے ہوئے ہوں اور غسل کے وقت اس کو نہ نکالے تو وضو اور غسل درست ہوگا یا نہیں؟

جواب: پان کے ریزے اور سُپاری کے ٹکڑے نکالے بغیر اگر وضو اور غسل کرے تو وضو اور غسل درست ہے، اس سے نماز ہو جائے گی۔ (مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم ۱/ ۱۷۵)

غسل جنابت میں لگائے ہوئے دانتوں کا حکم

سوال: ایک شخص کا دانت گر گیا جس کو اُٹھا کر اس نے اسی جگہ تار یا دھاگے سے جما دیا ہے اس صورت میں غسل جنابت میں کچھ حرج تو نہیں ہے؟

جواب: ٹوٹے ہوئے دانت کو خواہ تار سے باندھے یا دھاگے سے غسل میں کچھ حرج نہیں ہوگا غسل میں تو صرف کلی کر لینا کافی ہے دانتوں کی جڑوں تک پانی پہونچانا مقصود نہیں ہے، اور اس میں حرج بھی ہے جو شرعاً معاف ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۱۵۶)

غسل میں غرارہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: غسل میں کلی کرنا فرض ہے یا غرارہ، ؟ کوئی کہتا ہے غسل میں غرارہ فرض ہے اور کوئی کہتا ہے کہ صرف کُلی کرنا فرض ہے

جواب: غسل میں کلی کرنا فرض ہے اس طرح کہ تمام منھ میں پانی پہونچ جائے لیکن غرارہ کرنا فرض نہیں، ہاں غرارہ کرنا اس شخص کے لئے سنت ہے جو روزہ دار نہ ہو۔ (مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۱۵۱)

ستر کھلنے اور دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال: عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ گھٹنا کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر یہ صحیح ہے تو کس کس عضو کے کھلنے سے وضو ٹوٹتا ہے؟ ایسے ہی ستر کو دیکھنے یا چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: یہ جو مشہور ہے کہ ستر (گھٹنے وغیرہ) کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اور ستر کو دیکھنے اور چھونے سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۱۳۵)

کس حالت میں سونے سے وضو ٹوٹتا ہے

سوال: کس حالت میں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کس حالت میں نہیں ٹوٹتا؟

جواب: محض سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ اگر کوئی لیٹ کر سو جائے یا ٹیک لگا کر سو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر بیٹھے ہوئے یا سجدہ مسنونہ کی حالت میں سو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۱/ ۱۳۵)

آنکھوں سے درد کی وجہ سے نکلنے والا پانی

سوال: آنکھوں سے جو پانی درد کی وجہ سے نکلتا ہے کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: درد کی وجہ سے جو پانی آنکھوں سے نکلتا ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۱/ ۱۴۱)

سر اور گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کا خلال

سوال: وضو میں سر اور گردن کے مسح کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کا جو خلال کیا جاتا ہے کیا وہ سنت ہے؟

جواب: سر اور گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خلال کا جو طریقہ عوام میں مشہور ہے اس کا ثبوت نہ کسی حدیث سے نہ کسی فقہی کتاب سے، لہذا وہ سنت نہیں ہے، اُسے ترک کیا جانا چاہیئے۔ (کفایۃ المفتی: ۲/ ۲۶۸)

ایک وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنا کب مستحب ہے؟

سوال: کوئی کہتا ہے ایک وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ اسراف ہے؟ دونوں باتوں کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: ایک وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنا اس وقت مستحب ہے جب کہ اس نے پہلے وضو سے ایسی عبادت کر لی ہو جس کے لئے وضو شرط ہے، مثلاً فرض نماز پڑھ لی ہو، اور وضو بھی باقی ہو تو اب اس وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے، لیکن اگر پہلے وضو سے ایسی عبادت ادا کی جس کے لئے وضو شرط نہیں مثلاً ذکر و تسبیح اب اس کا دوبارہ وضو کرنا اسراف کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ (محمودیہ: ۵/ ۵۶)

خبرنامہ

عالمِ اسلام کی خبریں

✷ فلسطینی قیدیوں کو آہستگی سے اثر کرنے والا زہر دیا جارہا ہے، انسانی حقوق تنظیموں کا انکشاف (روزنامہ اعتماد، ۸/مارچ ۱۸ء)

✷ یہودی بستیاں، ارضِ فلسطین پر ڈاکہ کے مترادف؛ امام مسجد اقصیٰ۔ (روزنامہ اعتماد ۱۲/مارچ ۱۸ء)

✷ ریاض کتب میلے میں اخوان المسلمین کی کتاب رکھنے پر اسٹال بند۔ (روزنامہ اعتماد، ۲۱/مارچ ۱۸ء)

✷ بنگلہ دیش میں روہنگیا لڑکیوں کی جسم فروشی کے لئے اسمگلنگ۔ بی بی سی ٹیم کا انکشاف (روزنامہ اعتماد، ۲۲/مارچ ۱۸ء)

✷ شامی شہر عفرین میں عوام نے دہشت گردوں کو ترک فوج کے حوالے کیا۔ (روزنامہ اعتماد ۲۳/مارچ ۱۸ء)

✷ ترکی کا ۵۷ ممالک کو ساتھ ملا کر سب سے بڑی اسلامی فوج بنانے کا فیصلہ۔ (روزنامہ سیاست، ۲۴/مارچ ۱۸ء)

✷ عمرہ ویزا مدت ختم ہونے کے بعد سعودی عرب میں قیام پر 6 ماہ قید و جرمانہ۔ (سیاست ۲۶/مارچ ۱۸ء)

✷ یہودیوں کو مسجدِ اقصیٰ کے دروازوں پر عبادت کی اجازت اشتعال انگیزی۔ شیخ عکرمہ صبری کا ردعمل، مسجدِ اقصیٰ پر یہودیوں کا حق عربوں سے کم نہیں، عدالت کا بیان۔ (روزنامہ اعتماد ۲۷/مارچ ۱۸ء)

✷ شام میں خون ریزی کا فوری خاتمہ کریں، پوپ فرانس کی اپیل۔ (بی بی سی اردو، ۱/اپریل ۱۸ء)

✷ شام مشرقی غوطہ کے علاقے دوما سے لاکھوں شہریوں کا تخلیہ (روزنامہ سیاست، ۱/اپریل/ ۱۸ء)

✷ فلسطینیوں کے قتل پر نتن یاہو نے اسرائیلی فوج کی ستائش کی۔ (روزنامہ سیاست، ۱/اپریل ۱۸ء)

✷ سعودی عرب میں پہلا موسیقی ریز پروگرام، خواتین رقصاں۔ (روزنامہ اعتماد، ۲/اپریل ۱۸ء)

✷ امریکی فوج کو شام میں موجود رہنا چاہیئے، محمد بن سلمان کا بیان۔ (روزنامہ اعتماد، ۲/اپریل ۱۸ء)

✷ اسرائیلی جراحیت کی مذمت سے سلامتی کونسل کا انکار شرمناک، حماس کا بیان۔ (اعتماد، ۲/اپریل ۱۸ء)